بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل ربوہ

روزنامہ

سالانہ نمبر

یوم خلیفہ

ایڈیٹر

روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

شرح چندہ

سالانہ	۳۶ روپے
ششماہی	۱۴ "
سہ ماہی	۸ "
ماہوار	۳ "
خطبہ نمبر سالانہ	۷ "
فی پرچہ	۱۲ پیسے

شرح چندہ

سمندری ڈاک	۲۷ روپے
بیرونی اسلامی ممالک	۳۷
ہوائی ڈاک کینیڈا وغیرہ	۲۹۲
انگلستان وغیرہ	۲۰۲

تار کا پتہ ۔ ڈیلی الفضل

فون نمبر ۔ ۲۹

قیمت فی پرچہ ایک روپیہ

جلد ۵۴/۱۹	۱۹ فتح ۱۳۴۴ ہش ۲۳ شعبان ۱۳۸۵ھ ۱۹ دسمبر ۱۹۶۵ء	نمبر ۲۹۳

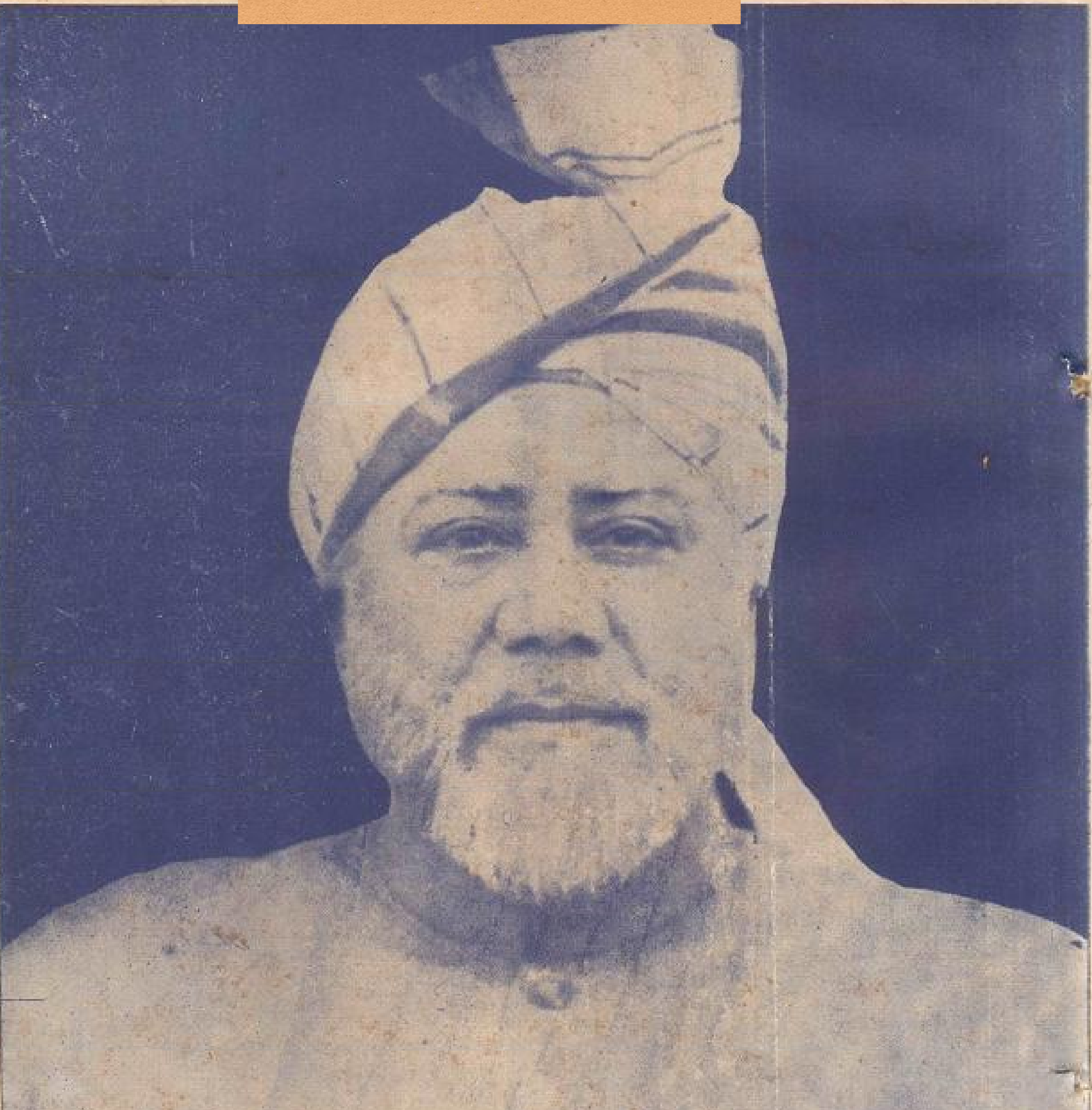

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جنازہ

بہشتی مقبرہ لے جایا جا رہا ہے

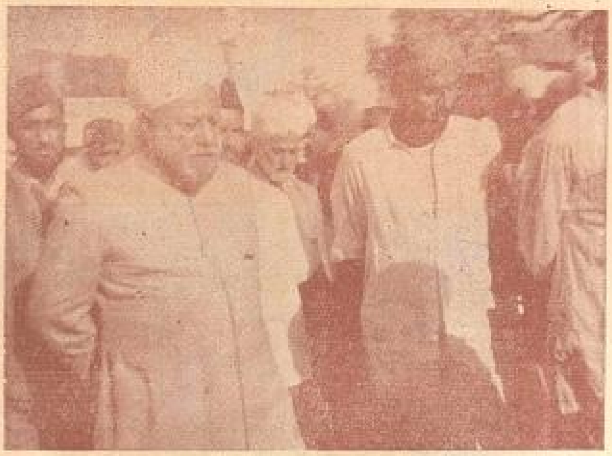

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ جنازہ کے ہمراہ جا رہے ہیں

احباب کندھا دینے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

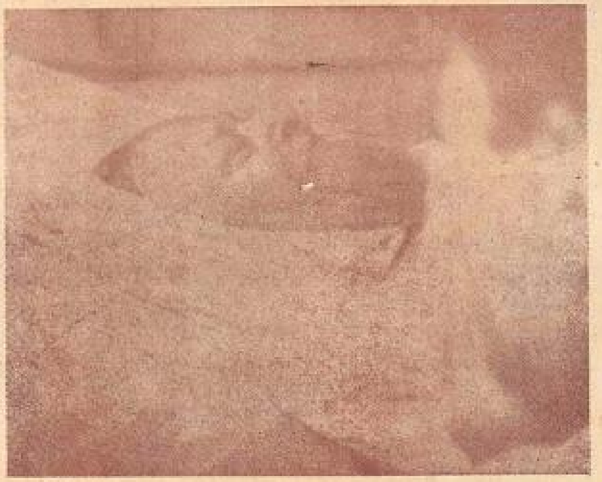

حضور انورؓ کا چہرہ مبارک ـــــــ وصال کے بعد

وارفتگان کے اجتماع کا ایک منظر

جنازہ کا ایک اور منظر

روزنامہ الفضل ربوہ
جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۶۵ء

اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ

اسلام کا یہ دعوے ہے کہ وہ تمام عالم اور قیامت تک تمام زمانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہ دعوے موجود ہے کہ وہ ذکر للعالمین ہے۔ یعنی قرآن کریم تمام عالمین کے لئے نصیحت ہے۔ عالمین میں زندگی کا ہر پہلو شامل ہے۔ شروع میں انسان حیوان کی شکل سے ممیز ہو چکا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ وہ ترقی کرتا چلا گیا۔ انسان میں حیوان سے بڑھ کر ایک چیز "عقل" ہے۔ عقل انسان کو خالص حیوانی حالت سے نکال کر ایک اونچی سطح پر لے آئی ہے۔ جوں جوں انسانی ذہن ترقی کرتا چلا گیا۔ توں توں اس کے لئے یہ دنیا نئے نئے عجائبات مہیا کرتی چلی گئی ہے۔ پہلے انسان ہوا، پانی اور آگ کو دیوتا سمجھ کر پوجتا تھا کیونکہ وہ اس کو اپنے سے طاقتور نظر آتے تھے۔ مگر آج انسان انہی عناصر کو بطور اپنے غلام کے استعمال کرتا ہے الا ما شاء اللہ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی زندگی کی بعض ایسی گتھیاں ہیں جن کو عقل بھی سلجھا نہیں سکتی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے شروع ہی سے تربیت کے لئے ایک روحانی سلسلہ نصیحت بھی جاری رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ انسانوں ہی میں سے کسی کو چن کر اپنی نصیحت بھیجتا رہا ہے۔ الغرض اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ اصول کے مطابق انسانی عقل آسمانی روشنی کے ذریعہ زندگی کے لاینحل مسائل کو حل کرتی چلی آئی ہے اگرچہ یہ آسمانی روشنی اصولاً تو ایک ہے مگر ذہن کے ارتقاء کے ساتھ اس میں اللہ تعالےٰ اضافہ کرتا رہا ہے۔ پھر یہ روشنی مقام کے لحاظ سے بھی محدود رہی ہے۔ اس لئے مختلف مقامات اور مختلف اوقات کے مطابق انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ الٰہی تعلیم ملتی رہی ہے چنانچہ قرآن کریم نے اس بات کو بھی بالوضاحت بیان کیا ہے۔ فرماتا ہے

وان من امة الا خلا فيها نذير ۔ ولکل قوم هاد ... وغیرہ

یعنی ہر امت میں ڈرانے والے آئے اور ہر قوم میں ہدایت دینے والا نازل کیا گیا ہے۔ اس طرح مختص بالوقت اور مختص بالمقام انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے ہیں جس طرح انسانی ذہنی اور دوسری حالت بدلتی رہی ہے۔ اس کے مدنظر اقوام عالم میں انبیاء بھی مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ آج ہم دیکھ سکتے ہیں کہ تمام دنیا کی اقوام کے پاس کوئی نہ کوئی الٰہی تعلیم موجود ہے۔ تاہم یہ تعلیمات اول تو مکمل نہیں ہیں۔ دوسرے مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ان میں لوگوں نے اپنی طرف سے بھی باتیں ملا دی ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جہاں ذہنی اور دوسری حالتوں میں ترقی کر رہا ہے۔

وہاں ایک قوم دوسری قوم سے بھی متاثر ہوتی رہی ہے۔ جتنے جتنے نقل و حمل کے وسائل بڑھتے چلے گئے ہیں اتنا اتنا اقوام کا باہم میل جول بھی بڑھتا گیا ہے۔ پہلے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ مگر آہستہ آہستہ ایک علاقہ کے تمام قبیلے آپس میں ملنے جلنے لگے۔ اسی طرح یہ حلقہ بڑھتے بڑھتے آج یہ نوبت پہنچ گئی ہے کہ تمام دنیا کی اقوام بظاہر ایک خاندان بنتی جا رہی ہیں۔

آج سے تیرہ چودہ سو سال پہلے اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا اور دین کا نام اسلام رکھا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

ان الدين عند الله الاسلام

یعنی اللہ تعالےٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔ قرآن کریم کے شروع میں اس امر کی وضاحت بھی کر دی کہ یہ تعلیم رب العالمین کی طرف سے ہے اور پھر بتایا کہ اس کو لانے والا رحمة للعالمین ہے۔ اور یہ تعلیم ذکر للعالمین ہے مطلب یہ ہے کہ اب اللہ تعالےٰ تمام اقوام کے سامنے ایک ایسی تعلیم رکھتا ہے جس کی موجودگی میں الگ الگ تعلیمات کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس ایک صحیفہ میں تمام صحف جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس تعلیم میں نہ صرف انسانی زندگی کے لئے اصول ہی بلکہ ان کی مکمل تفصیل بھی دے دی گئی ہے وتفصيلا لکل شئ

اس طرح اسلام کا یہ دعوے ہے کہ انسانی زندگی بہترین طریقے سے گزارنے کے لئے جس قدر الٰہی ہدایت کی ضرورت ہے وہ قرآن کریم اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دی گئی ہے۔

اليوم اكملت لكم دينكم
واتممت عليكم نعمتى
ورضيت لكم الاسلام
دينا۔ (مائدہ ۵)

یعنی آج ہم نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا ہے۔ لہذا اسلام کا یہ دعوے ہے کہ اسلام کامل ترین دین ہے۔ اسلام میں زندگی کی تمام راہنمائی جمع ہے۔ اس کی موجودگی میں کسی اور تعلیم کی ضرورت نہیں رہی مگر ساتھ ہی اللہ تعالےٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ

الذين يؤمنون بما
انزل اليك وما انزل
من قبلك

یعنی اے ہمارے رسول متقی لوگ وہ ہیں جو اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو ہم نے تجھ پر اتارا ہے۔ اور اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو ہم نے تجھ سے پہلے اتارا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صرف قرآن پر ایمان لانا ہی فرض نہیں بلکہ قرآن کریم سے پہلے جو تعلیمات مختلف انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ہیں ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ ایمان بھی لائے کہ تمام مذاہب کی تعلیمات اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالےٰ نے مختلف انبیاء علیہم السلام پر نازل کیا ہے وہ حق ہے کیونکہ اگر ان کو نہ مانا جائے تو پھر مکمل دین کی سمجھ بھی نہیں آ سکتی اور نہ یہ یقین ہو سکتا ہے کہ واقعی اللہ تعالےٰ انسانوں کے لئے تعلیم بھیجتا رہا ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ جہاں اسلام کو آخری اور مکمل دین کے طور پر پیش کرتا ہے۔ وہاں وہ دوسرے دینوں کی حقانیت کا بھی اثبات کرتا ہے۔ جہاں وہ یہ فرماتا ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں وہاں وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ
لکل قوم هاد

(باقی ...)

ہر ایک موڑ پہ تُو نے دیا جلایا ہے

ہر ایک ذرہ میں پھر طُور جگمگایا ہے
خضر بھی چشمۂ آب حیات لایا ہے

ہر اک زبان پہ جاری خدا کی ہیں آیات
تُو پھر ثریا سے قرآں اتار لایا ہے

ہزار سال سے ظلمت کی جو پڑی تھی نقاب
اٹھا کے چہرۂ اسلام پھر دکھایا ہے

رہ وفا میں کوئی اب بھٹک نہیں سکتا
ہر ایک موڑ پہ تُو نے دیا جلایا ہے

دمِ مسیحِ زماں کا اثر ہے یہ تنویر
لحد میں مُردۂ دیرینہ کسمسایا ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے نتیجہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخلصین انصار کی جماعت کا سردار بنایا

حضور علیہ السلام کی یہ خواہش اور تڑپ تھی کہ ہر احمدی نور الدین رضؓ بن جائے

تمام بھائیوں اور بہنوں کو چاہیئے کہ وہ حضور کی اس خواہش کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۳؍ دسمبر ۱۹۶۵ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۳؍ دسمبر ۱۹۶۵ء کو جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (خاکسار محمد صادق سابق مبلغ سماٹرا و انچارج صیغہ زود نویسی)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جب اللہ تعالیٰ نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا

اور حکم دیا کہ اٹھ اور ساری دنیا میں میری توحید کو قائم کر اور دنیا کے تمام ادیان پر اسلام کے غلبہ کو ثابت کرنے کے لئے کوشش میں لگ جا اور دنیا کے ہر ملک اور قوم تک اسلام کا پیغام پہنچا تو اس اہم اور وسیع ذمہ داری کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے رب کے حضور جھکے اور بڑے عجز اور گریہ وزاری کے ساتھ

آپ نے اپنے رب کو پکارا

اور کہا کہ اتنا اہم اور اتنا وسیع کام اکیلے مجھ سے تو نہ ہو سکے گا۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ تو اپنی طرف سے مجھے انصار دے تا تیری شریعت اور احکام کو اس دنیا میں قائم رکھا جا سکے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وعدہ دیا

ینصرک رجالٌ نوحی الیھم من السماء

کہ ہم تمہیں ایسے مددگار عطا کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے کہ اٹھو اور میرے اس بندہ کے مددگار بنو اور انصار کی حیثیت سے اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "آئینہ کمالاتِ اسلام" کے عربی حصہ میں اپنی

اس گریہ وزاری اور دعا کا ذکر

جن الفاظ میں کیا ہے ان کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اور میں رات دن اللہ تعالیٰ کے حضور چلاتا رہا اور کہتا رہا یَا رَبِّ مَنْ اَنْصَارِیْ یَا رَبِّ مَنْ اَنْصَارِیْ کہ اے میرے رب میرے انصار کون ہیں؟ مجھے مددگار دے تاکہ تیرے کام خیر و خوبی کے ساتھ چلائے جا سکیں"

پھر حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"میں گریہ وزاری کے ساتھ اپنے رب کے حضور جھکتا رہا۔ اور دعا کرتا رہا کہ اے میرے رب! میں تنہا ہوں اور دنیا مجھے نہیں پہچانتی اور مجھے ذلیل اور بے یار و مددگار سمجھتی ہے۔ پس جب دعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور آسمانوں کی فضا میری دعا سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کیا اور رحمۃ للعالمین کی دعا نے جوش مارا۔ اور مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا جو میرے مددگاروں کی آنکھ اور میرے مخلصین کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نور الدین ہے"

پھر آپ نے

حمامۃ البشریٰ میں فرمایا

کہ "میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجہ کا صدیق دیا جو راستباز اور جلیل القدر فاضل ہے۔ اور باریک بین اور نکتہ رس بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے مجاہدہ کرنے والا اور کمال اخلاص سے اس کے لئے اعلیٰ درجہ کی محبت رکھنے والا ہے کہ کوئی محب ایسا نہیں جو اس سے سبقت لے گیا ہو"

گویا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان

مخلصین انصار کی جماعت کا سردار

بنا کر حضرت خلیفہ اولؓ رضی اللہ عنہ مولوی نور الدین صاحب کو وحی کی کہ جا میرے اس بندہ کی مدد کر۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو صفات اپنے اس مخلص ترین مرید کے اندر دیکھیں اور بیان کو بیان کیا ہے وہ یہ ہیں۔ وہ صدیق ہیں ان کو قدم صدق

عطا کیا گیا ہے اور راستبازی اور صداقت کو انہوں نے اس مضبوطی سے پکڑا ہے کہ میرے مریدوں میں سے کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور

اللہ تعالیٰ نے اخلاص کے نتیجہ میں

ان کو ایک ایسا نور عطا کیا کہ وہ باریک بین اور نکتہ رس بن گئے۔ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کے قرب کے حصول کے لئے بڑے مجاہدات کرنے والے ہیں اور ہمیشہ اس کی رضا کے لئے متلاشی رہتے ہیں اور خدا اور اس کے رسول اور اس کے مسیح سے بے انتہا محبت کرنے والے ہیں۔

لیکن اس کام کے لئے صرف ایک شخص کافی نہ ہو سکتا تھا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی صفات کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش

ہر ایک احمدی نور الدین بن جائے

چنانچہ آپ نے اپنے ایک فارسی کے شعر میں فرماتے ہیں:۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

کہ کاش میری جماعت کا ہر فرد نور دین ہو جائے اور فرماتے ہیں کہ میں تمہیں ایک گر بتاتا ہوں اور تمہیں ایک نسخہ دیتا ہوں۔ اگر تم اس پر عمل کرو گے۔ تو تم بھی ویسے ہی بن جاؤ گے۔ اور وہ یہ ہے کہ اپنے دلوں کو نور یقین سے بھر لو۔

— یقین اس بات پر کہ خدا ہے اور ھو اللہ احد وہ ایک ہے۔
— یقین اس بات پر کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کو مان لینا عین سعادت ہے۔
— یقین اس بات پر کہ اس کی باتوں سے انکار کرنا اور اس کی آواز پر لبیک نہ کہنا اس کے قہر کا مورد بنا دیتا ہے۔
— یقین اس بات پر کہ وہ کامل طاقتوں اور قوتوں والا ہے۔ کوئی اس سے فرار حاصل نہیں کر سکتا۔ اور کوئی انسان اس کی محبت جیسی محبت اور کہیں نہیں پا سکتا۔ بشرطیکہ وہ اپنے کو اس کی محبت کا مستحق بنا لے۔
— یقین اس بات پر کہ جو اس کے وعدے ہیں وہ سچے ہوتے ہیں۔
— یقین اس بات پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے سچے مامور ہیں اور ان پر ایمان لانا ہمارے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔
— یقین اس بات پر کہ آج وہ تمام فضل اور رحمتیں جو اسلام سے وابستہ ہیں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہی حاصل کی جا سکتی ہیں اور آپ کی جماعت سے باہر رہ کر انسان ان کا وارث نہیں ہو سکتا۔
— یقین اس بات پر کہ اس سلسلہ کے لئے قربانیاں دینا اور اوقاتِ عزیزہ کو صرف کرنا اور اموال کو خرچ کرنا ایک ایسی توفیق ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔
— یقین اس بات پر کہ احمدیت (حقیقی اسلام) کے غلبہ کے لئے جو بشارتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی ہیں وہ ضرور پوری ہو کر رہیں گی۔

جب دل نورِ یقین سے بھر جائے

اور اس کے تمام لوازم بھی متحقق ہو جائیں اور جب بندہ اپنے نفس کو کھو کر اور لاشئے محض کی حیثیت سے اس کے آستانہ پر گر جائے۔ تب خدا تعالیٰ اس بندے کو اٹھاتا اور کہتا ہے کہ ایک نور دین نہیں بلکہ بہت سے نور دین میں اس جماعت کو دوں گا۔ مگر جو پہلے ہے وہ پہلے ہی ہے۔ اور جو ذمہ واریاں اس کے وجود کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں وہ قیامت تک ہم پر بھی قائم رہیں گی۔ ان میں سے ایک

اہم ذمہ واری یہ ہے

کہ ہم جماعت احمدیہ کے تمام افراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے کے ساتھ ساتھ اپنے اس محبوب آقا (نور الدین) کو بھی کبھی نہ بھلائیں۔

اگرچہ مامور ایک ہی ہوتا ہے۔ مگر مامور کے ساتھ دنیا میں ایسے وجود بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں

ثانی اثنین قرار دیا ہے

یعنی دو میں سے ایک۔ گویا وہ شخص اس مامور سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ کوئی تیسرا ان کے درمیان نہیں ہوتا۔

یہ وہ مقام تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملا تھا۔ اور یہ اس محبت اور عشق کا نتیجہ تھا۔ جو آپ کے دل میں خدا تعالیٰ اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تھی اور یہ اس عزم کا نتیجہ تھا جو آپ کے دل میں گڑا ہوا تھا کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک امام اپنی طرف سے عطا کیا ہے۔ اس کی آواز پر لبیک کہنا ہمارا فرض ہے۔
آپ کی زندگی میں

بے شمار مثالیں ایسی ملتی ہیں

جو اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ جو اطاعت آپ میں پائی جاتی تھی۔ ہر زمانہ میں جماعت میں اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ آپ کا حال یہ تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی آواز کان میں پڑی۔ اور آپ ہر کام چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے۔ ہماری روایات میں ہے کہ جب آپ درس دینے کے لئے تشریف لے جاتے تو ایک شخص کو مقرر کر جاتے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لائیں۔ تو مجھے فوراً اطلاع دی جائے کیوں؟ تاکہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معیت

سے محروم نہ رہیں۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ جس وقت وہ خادم حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو اطلاع دیتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کے لئے باہر تشریف لے آئے ہیں۔ تو جو لفظ منہ میں ہوتا اس کے سوا اگلا لفظ آپ منہ سے نہ نکالتے، اس جملہ کو ادھورا ہی چھوڑ دیتے۔ اپنے عمامہ کو سنبھالتے اور اپنی جوتیوں کو گھسیٹتے ہوئے پہنتے۔ گویا اتنا وقت بھی دیر نہ لگاتے کہ آرام سے جوتی ہی پہن لیں۔ دیوانہ وار حضور علیہ السلام کی طرف دوڑتے تاکہ حضور علیہ السلام کی معیت سے ایک لحظہ کے لئے محروم نہ رہیں۔

یہ ثانی اثنین والا مقام

تھا جو آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ آپ کو مثیل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہونے کا مقام حاصل تھا کیونکہ جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد توحید کا نعرہ لگایا تھا اور کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک خاتم النبیین تھے، تمام نبیوں کے سردار تھے۔ انسانوں میں سے بلند تر مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔ لیکن آخر انسان ہی تھے۔ اور آخر ایک دن انہیں فوت ہونا ہی تھا سو فوت ہو گئے۔ اگر آج تم میں سے کسی طرح بھی کوئی کمزوری دکھائے گا۔ تو میں اس کمزوری کو دور کرنے اور

امتِ مسلمہ میں استحکام

کا ذریعہ بننے کے لئے کھڑا کیا گیا ہوں۔ پھر خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ امتِ مسلمہ میں اتنا استحکام اور مضبوطی پیدا کی کہ بعد میں آنے والے خلفاء کے لئے ان کے کام نسبتاً آسان ہو گئے۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا حال ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ نے جماعت احمدیہ میں بعض کمزوریاں دیکھیں اور آپ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو یہ بھی نہیں سمجھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ایک مامور ہیں اور ان کی اطاعت درحقیقت خدا کی اطاعت ہے۔ تو آپ نے حتی الوسع دعاؤں کے ساتھ اور تدبر کے ساتھ جماعت کے استحکام کے لئے وہ کام

کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے زمانہ میں کیا تھا۔ اللھم صلّ علیٰ محمد و علیٰ خلفاءہٖ

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے آپؑ کی یہ خواہش تھی کہ

جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس مقام کو حاصل کرے

جو مقام کہ نور دین (خلیفۃ المسیح اول ؓ) نے حاصل کیا تھا۔ چونکہ ہمارے زمانہ کے مرسل مسیح موعود ہمارے امام علیہ السلام کی یہ شدید خواہش تھی جسے آپ نے اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔ اس لئے میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام کی اس خواہش کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور

— دعاؤں کے ساتھ اور

— مجاہدات کے ساتھ

یہ کوشش کرتے رہیں کہ ہم میں سے ہر ایک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو پورا کرنے والا بن جائے۔

دراصل اسے پورا کرنا اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنا خدا تعالےٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔

پس

میں دعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق دے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خواہش اور دیگر خواہشات جو حضور علیہ السلام ہمارے لئے اپنے دل میں رکھتے تھے پوری کر سکیں تاہم ان انعاموں کے مستحق ٹھہریں جن کی بشارت ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے دی ہے۔ اللھم آمین۔

دوسرے خطبہ میں فرمایا:۔

آج میں

بعض جنازے بھی پڑھاؤں گا

ان میں سے ایک جنازہ محمد عباس صاحب کرنال کی والدہ صاحبہ کا ہے وہ یہاں لایا گیا ہے۔ عبد اللطیف صاحب بٹ کی والدہ صاحبہ مسماۃ فاطمہ بی بی، بابو محمد اسمٰعیل صاحب فوق، حاجی حبیب اللہ صاحب چک ۳۳، محترم سید بشارت احمد صاحب وکیل حیدرآباد دکن جو صحابی تھے فوت ہوگئے ہیں ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا

ان تمام بھائیوں اور بہنوں کو آپ اپنے ذہن میں رکھیں اور دعا کریں کہ

اللہ تعالےٰ ان سب کے درجات بلند کرے

اور مغفرت کی چادر سے انہیں ڈھانکے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کی معیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرب میں ان کو جگہ دے اور ان تمام فضلوں اور رحمتوں سے ان کو حصہ دے جو ہر آن اللہ تعالےٰ ہمارے محبوب ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتا رہتا ہے:

قطعہ تاریخ وفات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے "گرامی ارجمند" اے قبلہ گاہ عارفاں
تم سراپا "نور دیں" تھے اور "رحمت کا نشاں"
"طائر شیریں سخن" اے خسرو ذی عز و شاں
"شمع دانش" نیک خصلت "علم و حکمت کے جہاں"

۱۹۶۵ء

دل ہمارے خون بن کر آنسوؤں میں بہہ گئے
عقل و دانش، علم و حکمت بے سرو پا رہ گئے

نتیجۂ فکر: [illegible]

سوز و ساز!

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی یاد میں)

مکرم سعید احمد صاحب اعجاز

مجھے یہ فکر نہیں آسماں رہے نہ رہے ... مہ و نجوم کا یہ کارواں رہے نہ رہے!
مجھے یہ فکر نہیں آفتاب بجھ جائے ... مجھے یہ فکر نہیں کہکشاں رہے نہ رہے!
مجھے تو فکر تھی تیری ہی زندگی کی فقط ... مجھے یہ فکر نہیں یہ جہاں رہے نہ رہے!
مجھے تو جانِ بہاراں فقط تھا تیرا خیال ... یہ اضطراب نہیں گلستاں رہے نہ رہے!
ترے ورود سے رنگیں تھا آشیانِ حیات ... تو آشیاں میں نہیں آشیاں رہے نہ رہے!
مرے زمان و مکاں سے کیا ہے تو نے سفر ... مرے لئے یہ "زمان و مکاں" رہے نہ رہے!
تری حکایتِ ہستی کا باب ختم ہوا ... کسی کی زیرِ فلک داستاں رہے نہ رہے!
خموش ہوگئی تیری زبانِ نکتہ رس ... کسی فصیح کے منہ میں زباں رہے نہ رہے!
ترے غلام ترے آستاں پہ شاداں تھے ... جہاں میں اور کوئی آستاں رہے نہ رہے!
اب اور منزلِ ہستی میں دلکشی کیا ہے؟ ... ترے بغیر یہ عمرِ رواں رہے نہ رہے!

ترے بغیر منوّر رہِ حیات نہیں!
ترے بغیر مکمل یہ کائنات نہیں!

ترے وجود سے اوجِ وقار باقی تھا ... تری بہار سے نازِ بہار باقی تھا
اگرچہ تیری علالت سے فکر مند تھے ہم ... دعائے دل پہ ہمیں اعتبار باقی تھا
مگر کچھ اور تھی ربِ جلیل کی مرضی ... دعا کے بعد اسے اختیار باقی تھا
جوارِ عرشِ بریں میں بلا لیا ہے تجھے ... ترے لئے ہی فرمانِ یار باقی تھا
خوشا وہ وقت کہ سالارِ کارواں تھا تو ... ترا خرام سرِ رہگزار باقی تھا
خوشا وہ وقت کہ تھاما تھا تیرے دامن کو ... خوشا وہ وقت کہ تیرا کنار باقی تھا
خوشا وہ وقت کہ سونپی تھی زندگی تجھ کو ... جہانِ دل پہ ترا اختیار باقی تھا
خوشا وہ وقت کہ اندیشۂ گزند نہ تھا ... تری نگاہِ کرم کا حصار باقی تھا
خوشا وہ رُت کہ شگوفے دلوں کے کھلتے تھے ... خوشا وہ وقت کہ دورِ بہار باقی تھا
خوشا وہ وقت کہ ربوہ کی پاک بستی میں ... نشانِ رحمتِ پروردگار باقی تھا
خوشا وہ وقت کہ بے تابیوں میں تسکیں تھی ... غمِ حیات میں اک غمگسار باقی تھا
کیا تھا ناز ترے دورِ پُر رسولوں نے ... خوشا وہ وقت کہ یہ افتخار باقی تھا
خوشا کہ شاد تھیں تیرے جمال سے آنکھیں ... سکونِ دل تھا بسر قرار باقی تھا
یہ آرزو تھی در و بامِ قادیاں دیکھیں ... تری نگاہ کو یہ انتظار باقی تھا

یہ انتظار رہا باقی کہ تھک گئیں آنکھیں
نمودِ صبح سے پہلے جھپک گئیں آنکھیں

تو سو گیا ہے تجھے ہوشیار کون کرے ... جو دل پہ بیت گئی آشکار کون کرے
بتائیں درد کسے، غیر غمگسار نہیں ... وقارِ عشق کو خود شرمسار کون کرے
جنہیں نصیب تھی تیرے کنار کی راحت ... کہاں وہ جائیں انہیں ہمکنار کون کرے
شفیق باپ کی تصویر تھی تری ہستی ... جو لاڈلے تھے ترے ان سے پیار کون کرے
ترے دیار میں آئے تھے تیرے شیدائی ... نظر اداس ہے سیرِ دیار کون کرے
جہانِ دل سے ہوئی ہے تری بہار وداع ... جہانِ دل کی خزاں کو بہار کون کرے
ترا سفینہ نگاہوں سے ہوگیا اوجھل ... تسلیِ نگہِ اشکبار کون کرے
ابھی تو دل میں نہاں تھے ہزار ہا ارماں ... ہجومِ حسرتِ دل کا شمار کون کرے
ترے ملاپ کی ٹھہری ہے بات محشر پر ... یہ فاصلے تری فرقت کے پار کون کرے
کہیں انتظار کروں گا ترا قیامت تک ... مگر علاجِ دلِ بیقرار کون کرے
وہ سوز و سازِ محبت یہ درد و داغِ فراق ... یہ داستاں ہے دراز اختصار کون کرے

ابھی تھا مرحلۂ شوق میں جہاں اپنا!
خدا پہ چھوڑ گیا ہے تو کارواں اپنا!

کشمیر کا مسئلہ جلد حل ہونا چاہیئے

فلسطین کے مہاجرین اور دیگر مسلمانوں کیلئے خاص طور پر دعائیں کی جائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایک غیر مطبوعہ تقریر

فرمودہ ۲۷ دسمبر بر موقعہ جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۵۱ء

(یہ حضور رضی اللہ عنہ کی ایک غیر مطبوعہ تقریر کا اقتباس ہے جسے میں خود اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہوں۔ خاکسار محمد صادق سابق مبلغ سماٹرا)

فرمایا:-

"عام مسلمانوں کو اس سال کافی مشکلات پیش آئی ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں میں عام پریشانی رہی۔ اس لئے لازماً ہمارے اندر بھی پریشانی رہی مثلاً

کشمیر کا مسئلہ

اب تک حل ہونے میں نہیں آتا اس کو آئندہ اور آئندہ پر ملتوی کیا جا رہا ہے۔ میرے نزدیک کشمیر کے مسئلہ کو ملتوی کرنا نہ قرینِ مصلحت ہے اور نہ ہی قرینِ انصاف ہے۔ کیونکہ کشمیر کے لوگوں کو جن کی اکثریت غیر تعلیم یافتہ غریب اور کمزور ہے۔ لمبے عرصہ تک ایک جابر حکومت کے ماتحت چھوڑ کر پھر یہ امید کرنا کہ وہ اپنے ووٹ صحیح طور پر دے دیں گے میری سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ اس حکومت کے ماتحت رہنے کے عادی ہو جائیں گے اور ایسے عادی ہو جائیں گے کہ بہت ممکن ہے کہ وہ کہہ دیں کہ خبر ہے یہاں سے نکل کر وہاں کیا مصیبتیں ہونگی چلو اسی طرح یہاں ہی بیٹھے رہو۔

یہ صورت حالات میرے لئے کوئی تسلی کی بات نہیں بلکہ گھبراہٹ کی بات ہے۔

دوسرا مسئلہ فلسطین کا ہے

یہ بھی کسی صورت میں کشمیر سے کم نہیں۔ اس لئے کہ اس کے متعلق ہمارے سامنے دو دقتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ لاکھوں لاکھ مسلمان اپنے وطن سے ہجرت کر گئے ہوئے ہیں۔ ہماری ہجرت کے وقت تو ہمیں یہ سہولت حاصل تھی کہ پاکستان آ گئے کیونکہ پاکستان ایک وسیع ملک ہے۔ سات کروڑ کی آبادی میں اگر پندرہ یا بیس یا تیس یا چالیس یا پچاس لاکھ آدمی اور آجائے یا ایک کروڑ بھی آجائے تو سات آدمی مل کر ایک آدمی کی ضیافت کر سکتے ہیں۔

لیکن وہاں کی آبادی تیس چالیس لاکھ کی تھی اور بڑی گنجان آبادی تھی۔ پھر ہمارے ہاں پاکستان میں

بڑے بڑے علاقے بھی خالی پڑے ہیں

مثلاً بلوچستان ہے اگر اس کو صحیح طور پر آباد کیا جائے تو قریباً چار کروڑ کی آبادی ہو سکتی ہے۔ تو ہمارے لئے یہ بھی ایک سہولت تھی۔ لیکن ان کے لئے یہ سہولتیں باقی نہیں۔ بہت چھوٹے چھوٹے ملکوں میں پانچ سات لاکھ مسلمانوں کو لا کر پھینک دیا گیا ہے اور دوسری طرف یہ کہ ایک حکومت اور دشمنِ اسلام حکومت کو تیرہ سو سال کے احسان کے بعد جس قوم نے آکر

مسلمانوں سے غداری اور دشمنی

کی اسے عین رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار (پڑوس) میں لا کر جگہ دیدی گئی ہے اور جو اس کے ارادے ہیں وہ صاف ظاہر ہیں۔ پہلے تو ہم قیاس کرتے تھے گو میں نے اس وقت بھی لکھ دیا تھا۔ مگر اب تو انہوں نے اپنی کتابوں میں اور اشتہاروں میں بھی یہ لکھنا شروع کر دیا ہے کہ مدینہ ہمارا ہے اور ہم نے اس کو فتح کرنا ہے۔

یہ چیز ایسی نہیں کہ جس کو سنکر ایک مسلمان کا دل مطمئن رہ سکے وہ ضرور گھبراتا ہے۔ اسی طرح ایران کے تیل کا جھگڑا شروع ہو گیا۔ پھر مصر میں انگریزی فوجوں کا سوال، سوڈان کا جھگڑا اور شام کے فسادات۔ یہ ایسے تکلیف دہ ایام مسلمانوں کیلئے گزرے ہیں کہ ان سے تمام مسلمانوں کو پریشانی لاحق ہوئی۔ ہم بہت تھوڑے ہیں اس لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن کم سے کم اتنا کر سکتے ہیں کہ

اپنی نمازوں میں دعائیں کریں

کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے وہ مصائب جو ان کی تباہی کا موجب بن سکتے ہیں دور کرے اور وہ جو ان کی بیداری کا موجب ہوں ان میں ان کی راہنمائی فرمائے۔

تبرکات خالیہ

سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا

ایک غیر مطبوعہ مکتوب مبارک

بیرونی ممالک میں بغرض تعلیم جانیوالے ایک احمدی نوجوان کو زرّیں نصائح

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب نے جون ۱۹۲۲ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ اور ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء کو ریلوے انجینئرنگ کی ٹریننگ کے لئے قادیان دارالامان سے جرمنی روانہ ہوئے۔ امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بٹالہ جانے والی سڑک تک وداع کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور دعاؤں کے ساتھ آپ کو رخصت فرمایا (الفضل ۲۳، ۲۷ نومبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۱)

ان کی روانگی سے قبل حضور نے اپنے قلم مبارک سے نہایت قیمتی نصائح اور اہم ارشادات پر مشتمل ایک پُر معارف مکتوب بھی تحریر فرمایا جس کا متن قارئین الفضل کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ یہ مقدس تحریر جناب سید عبدالرزاق شاہ صاحب کے توسط سے حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ نے عطا فرمائی ہے۔ فجزاھما اللہ احسن الجزاء

(خادم سلسلہ دوست محمد شاہد)

"عزیز مکرم۔ السلام علیکم

اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو چند باتوں کو اگر یاد رکھیں تو انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر توکل کریں وہ بہت بڑا کارساز ہے۔ ہم نے خود اس کی قدرت کو دیکھا ہے۔ اور ساری دنیا کے انکار بھی اپنی آنکھوں دیکھی چیز کا انکار نہیں کرا سکتے۔ وہ دعائیں سنتا ہے۔ سفر میں مشکلات ہوتی ہیں۔ ایسے وقت میں اس سے رجوع کریں اس سے زیادہ محبت کرنے والا کوئی نہیں۔ رشتہ دار اور عزیز محبوں سے بہت بڑھ کر وہ خبر گیری کرے گا۔

(۲) نمازوں میں سستی نہ ہو۔ ایک نماز رہ جائے تو پھر اس کی کمی پوری کرنا بہت مشکل ہے۔

(۳) اس بات کو مدنظر رکھیں کہ باہر ایک انسان دوسروں کی نظر کے نیچے ہوتا ہے۔ لوگ آپ کو خاص نگاہ سے دیکھیں گے اس لئے ایسے ہو کر رہیں کہ لوگوں کو نکتہ چینی کا موقعہ نہ ملے اور محسوس کریں کہ اس شخص نے ایک اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے۔ یہ بے شک ایک ظاہر ہے مگر بہت سے ظاہر باطن کے مددگار ہوتے ہیں۔

(۴) اپنی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ رکھیں۔

(۵) اگر جنگ وغیرہ کا کوئی حادثہ ہو تو ... اپنے والدین کو تکلیف کا شکار نہ بنائیں بلکہ فوراً انگلینڈ چلے جائیں یا کسی ایسے ملک میں جیسے سوئٹزرلینڈ جس میں جنگ نہ ہو۔ تعلیم باقی انگلستان میں ہو سکتی ہے۔ ایسے خطرناک مقامات پر رہنا طالب علم کا کام نہیں ہے۔

(۶) احمدیوں سے زیادہ میل جول رکھنا چاہئے۔ خواہ ادنیٰ تعلیم کے ہوں یا ان کے مذاق مختلف ہوں جب تک نسبت نہ ہو اور اتحاد نہ ہو اور دوسروں میں فرق نہ ہو وہ کامل اتحاد پیدا نہیں ہوتا جس سے قومیں ترقی کرتی ہیں۔

(۷) علم کے لئے قرآن کریم کی تلاوت اور حضرت مسیح موعود کی کتب کی تلاوت نہایت مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو مقصد میں کامیاب کرکے لاوے اور پچھلوں کے لئے موجب خوشی بناوے۔ اللھم آمین۔ خاکسار۔ مرزا محمود احمد

برلن میں محمد اسحٰق انکسٹری ہیں ان کا پتہ دفتر ڈاک سے لے لیں کچھ نہ کچھ مشورہ مل جاوے گا۔ ایک خط سید عبدالجبار کے نام سید ولی اللہ شاہ صاحب سے لے لیں۔ مرزا محمود احمد"

مغموم ہے ہر جان تو ہر قلب تپاں ہے

مغموم ہے ہر جان تو ہر قلب تپاں ہے
ناپید ہوئی بزم سے یوں روح طرب کی
وہ آنکھ جو ہستی تھی تری دید سے سیراب
تاریک ہوئے غم سے شب و روز ہمارے
ممکن نہیں آنکھوں سے کبھی اشک ہوں اب تھم
خدام سمجھتے ہیں تو انصار ہیں بے تاب
ڈر ہے کہیں رفتار ہی رک جائے نہ دل کی
تو زندہ ہے مرنا ترا ممکن ہی نہیں تھا
محفل میں تری کیف میں ڈوبی ہوئی تقریر
محروم تماشہ ہوئیں بے تاب نگاہیں
بارش کی طرح آنکھوں سے آنسو ہیں برستے
دل لاکھوں یہاں تیری جدائی میں تپاں ہیں
آرام کی دنیا میں لیا تو نے بسیرا
کیا لطف ہے اے جان جہاں جینے کا تجھ بن
تھا سود و زیاں تجھ ہی سے وابستہ ہمارا
جس شان سے تو سینہ سپر تھا وہ تھی شان اور
قرآن کی تفسیر کے میدان میں ہمیشہ
ہے فیض تری ہمت و کوشش کا یہ سارا
مشرق میں ترے عزم کی قائم ہے تجلی
ہر دیس میں الفت کے دیئے تو نے جلائے
امت تری کوشش سے سرافراز ہوئی پھر
ہر روک ترے عزم کے طوفاں نے مٹا دی
کرتی تھیں بے چین تجھے جن کی تکالیف
لیتا رہا دل پر تو مخالف کا ہر اک تیر
اعدا کو بلند حوصلگی تیری مسلّم
طوفانوں کے منہ موڑ کے دکھلا دیئے تو نے
بیوائیں تجھے روتی ہیں روتے ہیں یتامیٰ
چھینا ہے کسے تو نے تجھے یاد ہے اے دوست
مل جائے تو تاثیر کسی پر تجھے کیا غم
زینت تھا کبھی تاج خلافت کے لئے تو
ہے روح تری تا بہ ابد زندہ دلوں میں
دنیا میں جو پائندہ ترا کام رہے گا
آباد رہے گا ترا مے خانۂ عرفاں
چھوڑی نگی نہ ساقی اپنا دعائیں تیری اب بھی
بر لاتی ہیں بر آئیں گی سب تیری مرادیں
ہر ملک میں پہنچے ہیں ترے فیض کے چرچے
موت آتی ہے ہم کو نہ کبھی آئے گی تجھ تک
جاں مست ہے وہ بادۂ عرفاں سے ہے گی
ہے تجھ سے تو خود موت بھی شرمندہ کہ اس پر
ہر دیس میں زندہ کیا اسلام کو تو نے

رونق ہوئی آنکھوں میں لہو دل کا عیاں ہے
زندہ ہیں جو آج ان پہ بھی مردوں کا گماں ہے
اس آنکھ کو آ دیکھ کہ خوں نابہ فشاں ہے
اے شمع سر پردہ تسکین کہاں ہے
اس درد کے طوفان کا جو دل میں نہاں ہے
مغموم جدائی میں تری پیر و جواں ہے
ناگہ وہ گزار رنج کا وہ بار گراں ہے
اب تک دل ناداں کو کچھ ایسا ہی گماں ہے
تازہ ابھی آنکھوں میں وہ پر لطف سماں ہے
اب نغمہ ترے کانوں پہ ہر لحظہ گراں ہے
تصویر بنا اب کی آہوں کا دھواں ہے
تو آپ ہی گل رونق بستان جناں ہے
چھوڑا ہے جہاں تم کو وہ صدموں کا جہاں ہے
مشہور ہے یہ بات کہ جو ہاں ہے تو جہاں ہے
اب موت کی پروا ہے نہ کچھ خوف زیاں ہے
اولاد تیری با ناز کہ حق کی نگراں ہے
پائندہ و رخشندہ ترا حسن بیاں ہے
آباد و تسنیم فانوں میں گویا کہ اذاں ہے
مغرب میں نمایاں تری ہمت کا نشاں ہے
ہر ملک میں اک پیار ترا انور فشاں ہے
اسلام ترے فیض سے تازہ ہے جواں ہے
دریا تری ہمت کا زمانے میں رواں ہے
ہر اک وہ عدو کار ترا محو فغاں ہے
ہر ظلم کو سہتا رہا سینے پہ نشاں ہے
احباب پہ جاں دینے کا شیوہ تو عیاں ہے
جرأت کا نشانات کا تری زیست نشاں ہے
دے ان کو تسلی میرے آقا تو کہاں ہے
ظالم یہ جگر گوشۂ ماہ و زماں ہے
بے رحم شب و روز کھنچی تیری کماں ہے
کہ بخت تا دہ گزشتہ ہمارا کہاں ہے
گو جسم ترا خاک کے پردے میں نہاں ہے
مر جائیں گے پر زندہ ترا نام رہے گا
کوشش میں تری لگن تا دینی جسام رہے گا
ہر لحظہ نیا ہم پہ اک انعام رہے گا
ناکام ہے دشمن ترا ناکام رہے گا
ہر دیس میں روشن ترا پیغام رہے گا
تو زندہ دلوں میں سحر و شام رہے گا
دل محو تماشائے لب بام رہے گا
تا حشر تیری موت کا الزام رہے گا
پہنچا دیا اللہ کے پیغام کو تو نے

میر اللہ بخش تسنیم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی دو غیر مطبوعہ نظمیں

ارسال فرمودہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت برادرم تنویر صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو غیر مطبوعہ نظمیں ارسال ہیں ۔ یہ مریم صدیقہ بیگم (پرانے کاغذات میں تھیں) سے وصول ہوئی ہیں بہت پرانی نہیں ۔ ربوہ کی ہی لکھی ہوئی ہیں ۔ ان کو سالانہ الفضل کے لئے بھیج رہی ہوں ۔ والسلام　مبارکہ

کلام الامام امام الکلام

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ

گناہوں سے بھری دُنیا میں پیدا کر دیا مجھ کو
مرے خالق، مرے مالک، یہ کیسا گھر دیا مجھ کو

تقدس کی تڑپ دل میں تو آنکھوں میں حیا رکھی
مگر ان خواہشوں کے ساتھ دامن تر دیا مجھ کو

انہیں اضداد میں گر زندگی میری گزرنی تھی
نہ کیوں اک عقل و دانائی سے خالی سر دیا مجھ کو

مثالِ سنگ بحرِ سعیٔ پیہم میں پڑا رہتا
نہ کچھ پرواہ ہوتی پاس رہتا یا جُدا رہتا

لڑھکنا ہی تھا قسمت میں تو بیہوشی بھی دی ہوتی
نہ احساسِ وفا رہتا نہ پاسِ آشنا رہتا

مگر یہ کیا کہ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر تو نے
لگا دی آگ اور وقفِ تمنا کر دیا مجھ کو

خم ہو رہی ہے میری کمر جسم چُور ہے
منزل خدا ہی جانے ابھی کتنی دُور ہے

میرا تو کچھ نہیں ہے اُسی کا ظہور ہے
"فانوس ہوں میں اور خدا اس کا نور ہے"

کھڑکی جمالِ یار کی ہیں عجز و انکسار
سب سے بڑا حجاب سرِ پُر غرور ہے

ہمت نہ ہار اس کے کرم پر نگاہ رکھ
مایوسیوں کو چھوڑ وہ ربِ غفور ہے

نذرِ محبت و عقیدت

رقم فرمودہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی تنویر صاحب۔   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا دماغ بے کار سا ہو رہا ہے۔ خطوط کے جواب بھی نہیں لکھ سکتی۔ یہ چند سطور ان کے نام نذرِ محبت کے طور پر ارسال ہیں۔ جن کو اگر وہ چاہے تو وہی سمیع و بصیر باقی و حی و قیوم خدا ہی پہنچا سکتا ہے۔ مبارکہ

عرش پر نور سے لکھ گیا نام محمود
میرے محمود نے پایا ہے مقام محمود
انؐ کی خدمت میں خدا نے اسے پہنچایا ہے
جن کو ہر وقت پہنچتا تھا سلامِ محمود

میرے بھائی بہت پیارے بھائی! عمر بھر تم نے سینہ پر تیر سہے۔ تمہارا نازک محبت اور رافت سے معمور دل معصوم دل طرح طرح کے الزام سنتا اور برداشت کرتا رہا۔ تم کو ایک ہی دھن تھی ایک ہی لگن تھی کہ اسلام اپنے سچے معنوں میں حقیقی صورت میں دنیا کی نظروں میں آجائے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا علم جس کو خدائے کریم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد کیا تھا ان کے خادم عالم کے گوشہ گوشہ میں بلند کرتے چلے جائیں۔ دینِ محمدؐ کے چہرے سے گرد و غبار دھو کر اس کی اصل چاندنی طلعت ہر فرد بشر کو دکھلا دی جائے۔ حق کا سورج طلوع ہو اور باطل کا اندھیرا بھاگ جائے۔ تم اپنے کام میں لگے رہے۔ دشمن حاسد بکتے رہے۔ وہ اپنا کام کرتے رہے اور تم اپنا کام۔ تم نے اپنے درد دُکھ ہمیشہ پیچھے پھینک دیئے اور دین کا درد اپنے سینہ میں سمیٹے رکھا۔

آخر وہ وقت بھی آگیا کہ اللہ تعالےٰ کی نصرت سے تمہارے ہاتھوں انجام پائے ہوئے عالیشان کام دیکھ کر تھک ہار کر بے اختیار دشمن بھی کہہ اٹھے کہ

بے شک ؎

تمہارے ہی سر پر خدا کا ہے ہاتھ
خدا کی ہے نصرت تمہارے ہی ساتھ

بعض محض ڈھٹائی سے تسلیم نہ کریں گے مگر ان کے دل تو مان گئے۔ آج تم ہمیں محزون بنا کر اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے اور اس جہان سے بظاہر رخصت ہو گئے۔ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ مگر اے عاشقِ ربِّ کریم تم وہاں تو زندہ ہو ہی۔ یہاں بھی زندہ ہو اور زندہ رہو گے جب تک یہ عالمِ فانی باقی ہے۔ تمہارے دشمنوں کو زمانہ بھول جائے گا یا د رہے بھی تو تمہارے ہی سلسلہ سے تمہارے ہی طفیل مگر تم کو کبھی نہ بھولے گا۔ کبھی نہ بھولے گا۔

خدا کی ہر دم بڑھتی ہوئی رحمتیں تم پر نازل ہوتی رہیں اپنے محبوب آقا صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے لپٹتے ہوئے اپنے کریم، رحیم خدا کی آغوشِ رحمت میں بلند سے بلند درجات حاصل کرتے چلے جاؤ۔ آمین۔

مبارکہ

ل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرتؐ کے عاشق غلام۔

"ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے روحانی مشاہدات

اور

دُنیا کی متعدد مشہور زبانوں میں ایمان افروز الہامات کا نزول

(مکرم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

> "اللہ تعالیٰ پُر ہیبت اور ساتھ ہی دلکش آوازیں لفظوں میں کلام نازل کرتا ہے جسے اس کے بندے اُسی طرح سنتے ہیں جس طرح دوسرے کلاموں کو۔ اور اس میں کسی وہم یا خیال کا گمان نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے راقم مضمون (یعنی سیّدنا المصلح الموعودؓ ناقل) بھی اس کا تجربہ کار ہے اور اپنے تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہے کہ خدا کا کلام الفاظ میں نازل ہوتا ہے۔ محض خیال کے طور پر نہیں۔" (کتاب احمدیت یعنی حقیقی اسلام ص ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندہ برکات کا عالمگیر اعلان

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عہد حاضر کے وہ مجاہد اعظم تھے جنہوں نے الہام الٰہی کی زندہ برکات و نشانات کے ذریعہ رسولِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی سچائی نیر النہار کی طرح روشن اور عیاں کر دکھائی اور یہ پُر شوکت اعلان فرمایا کہ:۔

"میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے ان کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ اے نادانو! تمہیں مُردہ پرستی میں کیا مزہ ہے اور مردار کھانے میں کیا لذت! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ ہمیشہ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم)

مسیح محمدیؐ کا مبارک زمانہ

مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں اس کثرت سے کلام الٰہی کا نزول ہوا کہ جھڑیاں لگ گئیں۔ صدیوں کی قحط سالیوں کا دَور ہو گیا پر حول بیابان چمنستانوں میں بدل گئے اور ریگ زاروں کا چپہ چپہ گل و گلزار بن گیا غرضیکہ وحی و الہام کی ایسی بارش ہوئی کہ پہلی صدی ہجری کے سوا اس کی نظیر تلاش کرنا بے سود ہے۔

المصلح الموعودؓ کے قلب مطہر پر وحی و الہام کی تجلیات

مزید فضل ایزدی یہ ہوا کہ خدائے قادر و توانا اور عزوجل نے اپنے فضل و کرم سے مسیح پاک علیہ السلام کا عہد سعادت، مصلح موعودؓ کے مقدس وجود کے ذریعہ سے اور ممتد فرما دیا اور یہ بشارت سنائی کہ "ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے" نیز فرمایا:۔

"میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا"

(الوصیت)

چنانچہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پوری شان سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی ذات مقدس میں پورا ہوا اور حضور کو عہد طفولیت سے لے کر زمانہ وفات تک اس رنگ میں الہام و کلام سے نوازا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مخفی زمانہ گویا پلٹ آیا اور دنیا پر پھر سے زندہ ایمان اور زندہ عرفان پیدا ہو گیا۔ اور "تتنزل علیھم الملائکۃ" کا وعدہ حقیقت بن کر سامنے آگیا مگر آہ یہ مقدس اور پاکیزہ زمانہ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد

سیدنا المصلح الموعودؓ کی منادی مذاہب عالم کے سامنے

حضرت امیر المومنین المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح اس اعلان کے لئے وقف تھی کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وسلم جلال و عظمت کے تخت پر ابدی زندگی پانے والے زندہ رسول ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ حضور کی غلامی میں خدا کا الہام و کلام آج بھی جاری و ساری ہے چنانچہ حضور نے ۱۹۲۴ء میں انگلستان کی مذاہب عالم کانفرنس (ویمبلے کانفرنس) میں اپنے ذاتی مشاہدات و تجربات کی بناء پر یہ منادی فرمائی:۔

"اے بھائیو اور بہنو اسلام کہتا ہے کہ یہ خیال کہ خدا کے کلام کا سلسلہ بند ہو گیا ہے درست نہیں وہ اب بھی اسی طرح بولتا ہے جس طرح پہلے بولتا تھا۔ وہ اب بھی اسی طرح اپنے بندوں کو پیار کرتا ہے جس طرح پہلے پیار کرتا تھا بلکہ اس نے اپنی طرف بلانے کے لئے کلام کا سلسلہ بھی دعا کے سلسلہ کی طرح وسیع کیا ہوا ہے ..... خدا کے کلام سے مراد وہ لفظ نہیں ہے جو آج کل لوگ سمجھتے ہیں۔ یعنی کوئی خیال نیک ان کے دل میں زور سے پڑ جائے تو وہ اُسے الہام الٰہی قرار دے لیتے ہیں بلکہ بعض لوگ ناواقفیت کی وجہ سے اس قدر ترقی کر گئے ہیں کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ کبھی خدا تعالیٰ کا کلام الفاظ میں نازل نہیں ہوا بلکہ نبیوں کے دلی خیالات کا نام ہی کلام الٰہی رکھ لیا گیا ہے۔ اسلام اس امر کا ہرگز قائل نہیں بلکہ اسلام ہمیں یہ بتاتا ہے کہ الہام الٰہی الفاظ میں نازل ہوتا ہے اور اُسی طرح نیست سے کلام ہوتا ہے جس طرح کہ ایک انسان دوسرے انسان سے کلام کرتا ہے اسی طرح آواز پیدا ہوتی ہے جس طرح کہ انسانوں کے کلام میں پیدا ہوا کرتی ہے اور اسی طرح انسان آواز کو سنتا ہے جس طرح کہ وہ روز مرہ کلام سنتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ الہامی آواز نہایت شاندار ہوتی ہے اور اس کے اندر ہیبت ہوتا ہے اور باوجود ہیبت کے اس کے اندر الٰہی لذت رہتی ہوتی ہے کہ انسان پر ایک ربودگی کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ وہ گویا اوپر کی طرف کھینچا گیا ہے اور کوئی بڑی طاقت اس پر مستولی ہو گئی ہے تب کوئی لطیف کلام یا اس کے کان پر ڈالا جاتا ہے جسے وہ سنتا ہے یا اس کی زبان پر نازل کیا جاتا ہے جسے وہ پڑھتا ہے یا

لکھا ہوا اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جسے وہ یاد کرتا ہے مگر اس تمام عرصہ میں اس پر ایک حالت ربودگی طاری رہتی ہے تا کہ اس امر کا ثبوت دے کہ یہ سب اس کا وہم اور خیال نہیں ہے بلکہ ایک بالائی طاقت کی طرف سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے ..... اللہ تعالیٰ پُر ہیبت اور ساتھ ہی دلکش آواز میں لفظوں میں کلام نازل کرتا ہے جسے اس کے بندے اسی طرح سنتے ہیں جس طرح دوسرے کلاموں کو اور اس میں کسی وہم یا خیال کا گمان نہیں ہو سکتا خدا تعالیٰ کے فضل سے راقم مضمون بھی اس کا تجربہ کار ہے اور اپنے تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہے کہ خدا کا کلام الفاظ میں نازل ہوتا ہے محض خیال کے طور پر نہیں۔"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۔۔۔)

قلب مصلح موعودؓ انوارِ سماوی کا تجلی گاہ

دنیائے روحانیات کے اس بطل جلیل کا عظیم الشان دعویٰ اپنے ساتھ حقائق و شواہد کا ایک زبردست سلسلہ رکھتا ہے جو نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط ہے چنانچہ ذیل میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ ایمان افروز اور حقائق و معارف سے لبریز الہامات درج کئے جاتے ہیں جو دنیا کی متعدد مشہور زبانوں میں وقتاً فوقتاً نازل ہوئے۔ ان الہامات کا ایک کثیر حصہ بے شمار غیبی خبروں پر مشتمل ہے جن کی بہت سی، اتفاقی تعبیریں اگرچہ خدا تعالیٰ کے دست قدرت سے ظاہر ہو چکی ہیں مگر ابھی ان کے کئی پہلو مصلحت الٰہی کے مطابق پردۂ غیب میں ہیں اور انشاء اللہ اپنے وقت پر ظاہر ہو کر رہیں گے اور اسلام کی صداقت، کلام اللہ کے مرتبہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت و صداقت کا چمکتا برہان ثابت ہوں گے۔ اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ و توفیقہٖ قیامت تک چلتا چلا جائے گا

عربی الہامات

(۱)

"اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ"

(الفضل ۸ مارچ ۴۴ء صفحہ ۲ کالم نمبر ...)

یعنی اللہ تعالیٰ یقیناً تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دے گا۔ یہ پندرہ سولہ سال کی عمر اور تقریباً ۱۹۰۵-۱۹۰۶ء کا الہام ہے جسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے الہامات کی کاپی میں بھی درج فرما لیا تھا۔ اس الہام میں حضورؓ کے منصب خلافت اور مقام مصلح موعود کی طرف لطیف اشارہ پایا جاتا ہے اور اسی کی بناء پر آپ نے غیر مبائعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

ماننے والے مرے بڑھ کے رہیں گے تم سے
یہ قضاء ہے جو بدلے گی نہ تدبیروں سے

(۲)

لَیُمَزِّقَنَّهُمْ

(ضمیمہ الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۲ اشتہار کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے) یعنی ہم ان کو پارہ پارہ کر دیں گے۔ یہ الہام منکرین خلافت سے متعلق ہے جو خدا کے فضل سے نصف صدی سے پورا ہو رہا ہے (ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو کتابچہ حضرت امیر مرحوم کے دکھوں کی داستان)

(۳)

"وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ"

(الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء صفحہ ۶ کالم ۱)

یعنی تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۴)

اَللّٰهُمَّ اهْتَدَیْتُ بِهَدْیِكَ وَآمَنْتُ بِمَسِیْحِكَ"

(الفضل ۱۳ دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۴)

یعنی اے اللہ میں نے تیری رہنمائی سے سیدھا راستہ پایا ہے اور میں تیرے مسیح پر ایمان لایا ہوں۔

(۵)

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ

"برکات خلافت"

(تقریر دسمبر ۱۹۱۴ء و طبع اول صفحہ ۴)

کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے یہ جنوری ۱۹۰۹ء کا الہام ہے جب کہ حضرت مولانا سید محمد احسن صاحبؓ نے مسئلہ خلافت سے متعلق بعض سوالات انجمن والوں کے سامنے رکھے تھے۔

(۶)

یَا نَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا

(الفضل ۔ جون ۱۹۱۷ء صفحہ ۲ کالم ۲)

عہد خلافت ثانیہ میں مخالفتوں کے لاکھوں طوفان اٹھائے گئے مگر اس الہام کے مطابق احمدیت کے مقدس کیمپ نے اس آسمانی قافلہ کو صحیح سلامت ساحل مراد تک پہنچا دیا۔

(۷)

لولا النصر نقض الحجر

(عقیدہ الرؤیا کچھ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۹۵ طبع اول) یعنی اگر نصرت نہ ملتی تو پتھر (یا جان خیر سا جسم) کے دل کی حرکت تیز ہوتی اور پھر ٹھہر جاتی اس کا خاتمہ کر دیا جاتا۔ اس کی تفہیم یہ ہوئی کہ یہ جوانی میں بار بار جوش پیدا ہوتا اور دب جاتا ہے یہ ان کی ظاہری کوششوں کا نتیجہ ہے جن کے پیچھے محض اپنی انفرادیت کے قیام کا جذبہ کارفرما ہے۔

(۸)

اَللّٰهُمَّ زِدْ وَقُرَّ دْ عَلٰی نَهْجِ الصَّلَاحِ وَالْعِفَّةِ

(الفضل ۶ جنوری ۱۹۲۱ء صفحہ ۵)

یعنی اے رب وہ زیادہ سے زیادہ آئیں صلاح و عفت کے رستوں پر۔ سالانہ جلسوں پر شامل ہونے والوں کی نسبت یہ الہام ہے سرچشمہ احمدیت کے پروانے ہر سال مرکز احمدیت میں پہلے سے زیادہ ذوق و شوق سے جمع ہوتے اور اس الہامی دعا کے مورد بنتے ہیں۔

(۹)

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" (الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۲۴ء)

یعنی کہہ دے میری نمازیں، قربانیاں، زندگی اور موت سب رب العالمین خدا کے لئے ہے حضورؓ جولائی ۱۹۲۴ء میں سفر یورپ کی تیاری کے لئے استخارہ کر رہے تھے اسی دوران میں ان کلمات مقدسہ کا نزول ہوا۔ چنانچہ یہ سفر خالصۃً لوجہ اللہ کیا گیا تھا غیر معمولی فتوحات و ترقیات کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور انگلستان اور دوسرے بلاد مغرب میں دھوم مچ گئی۔

(۱۰)

تَاْتِیْ اِلَیْكَ الرُّوْحُ كَالدُّخَانِ

(الفضل ۲۷ اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۴)

یعنی انسان کی روح دھوئیں کی طرح تیری طرف آتی ہے۔ (عالم روح کا ایک لطیف نظارہ)

(۱۱)

اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا

(الفضل ۵ جون ۱۹۴۳ء صفحہ ۲)

یعنی اس کا پھل اور سایہ دائمی ہے۔ اس الہام میں اسلام کے دائمی اثمار اور جنت دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔

(۱۲)

مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتٌ حَسَنٌ فِیْ وَقْتٍ حَسَنٍ

(الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۵)

یعنی حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہتر ہوگا۔ حضرت سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تشریح میں فرمایا:-

"اس الہام میں مجھے حسن رضی اللہ عنہ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کے ساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی نہ ہوگی"

(تفسیر کبیر سورۃ طٰہٰ صفحہ ۱۹۹ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۵۰ء)

یہ الہام کس آب و تاب کے ساتھ پورا ہوا اس پر کچھ کہنے کی مطلق ضرورت نہیں ہے

(۱۳)

اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُهٗ وَخَلِیْفَتُهٗ

(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

یعنی میں مسیح موعود ہوں اس کا مثیل اور خلیفہ۔ پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق انکشاف کے دوران بذریعہ خواب یہ الفاظ حضورؓ کی زبان مبارک پر جاری ہوئے۔

(۱۴)

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا

(الفضل ۸ مارچ ۱۹۴۴ء صفحہ ۳)

یعنی اے آل داؤد تم اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ اس کے احکام پر عمل کرو۔

(۱۵)

یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ

(الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۴۴ء صفحہ ۲ کالم ۲)

خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے یہ خوشخبری ۱۹۴۴ء کے جلسہ مصلح موعود (بمقام دہلی) میں پوری ہوئی۔

(۱۶)

وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

(الفضل ۹ اپریل ۱۹۴۴ء صفحہ ۲ کالم ۱)

اور اپنی جناب سے مجھے زبردست غلبہ بخش

(۱۷)

اِنَّمَا اُنْزِلَتِ السُّوْرَةُ الْفَاتِحَةُ لِتَدْمِیْرِ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (اَوْ فِتْنَةِ الشَّیْطٰنِ)

(الفضل ۱۹ جون ۱۹۴۴ء صفحہ ۱)

یعنی سورۃ فاتحہ کا تو فتنہ دجال (یا شیطان) کے استیصال کے لئے نزول ہوا ہے

(۱۸)

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِمَكَّةَ لَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

(الفضل ۸ جولائی ۱۹۴۴ء صفحہ ۱)

یعنی مکہ کے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے۔

(۱۹)

اَطَالَ اللّٰهُ بَقَاءَكُمْ اَلْعِلْمُ شُمُوْسٌ طَالِعَةٌ

(الفضل ۳ اگست ۱۹۴۴ء صفحہ ۲ کالم ۳)

یعنی اللہ تعالیٰ اس کی بقاء کے دن لمبے کرے اور اس کی قسمت کے ستاروں کو چڑھائے۔ یہ دعائیہ الفاظ اپنے اندر دو پیشگوئیاں رکھتے ہیں۔ (۱) دعوائے مصلح موعود کے بعد حضور کو دکھوں اور بیماریوں سے معمور ایک لمبی زندگی عطا ہوگی (۲) آپ کا نام

اور آپ کے برکات رہتی دنیا تک قائم رکھے جائیں گے۔ چنانچہ اس الہام کے بعد بڑے ہلاکت آفریں فتنے پیدا ہوئے۔ قادیان سے ہجرت کرنا پڑی اور آپ کو قاتلانہ حملوں سے شہید کر دینے کی سازشیں ہوئیں مگر مخالفین حق کی ساری کوششیں اکارت گئیں اور آپ اس الہام کے مطابق ۵۱ برس تک زندہ رہے۔ حالانکہ آپ کے برادر اصغر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اور قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ آپ کی زندگی میں ہی انتقال فرما گئے۔ جہاں تک پیشگوئی کے دوسرے پہلو کا تعلق ہے ہر آنیوالا دن اس کی سچائی پر گواہی دے رہا ہے اور دیتا رہے گا۔ انشاء اللہ۔

(۲۰)

بَلَوْنَاهُمْ بِفِتْنَةٍ

(الفضل ۵ نومبر ۱۹۳۴ء ص۱)

یعنی ہم نے ایک فتنہ سے ان کی آزمائش کی۔

(۲۱)

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۴۰ء ص۳)

یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے

خدا کی معیت کے روح پرور نظاروں کا خلافت ثانیہ میں خصوصاً اور اس کے بعد عموماً کوئی شمار نہیں

(۲۲)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

(الفضل ۷ جنوری ۱۹۵۵ء ص۱ کالم ۴)

حضور کو اکتوبر ۱۹۱۲ء میں حج کے دوران بذریعہ رؤیا دکھایا گیا کہ آسمان پر ایک روشنی پیدا ہوئی اور نہایت موٹے اور نورانی الفاظ میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا گیا ہے"

(الحکم ۲۸/۲۱ جنوری ۱۹۱۳ء ص۹ کالم ۲-۳)

اس الہام میں اسلام کے عالمگیر انقلاب کی خبر دی گئی ہے جو مستقبل میں جناب الٰہی سے مقدر ہے

(۲۳)

سَلَامًا

(الفضل ۳ نومبر ۱۹۴۶ء ص۲ کالم ۲)

یعنی سلامتی ہو۔

(۲۴)

فَاِنْ كَانَ فِي الْاِسْلَامِ
حَقٌّ فَاظْهِرْ

(الفضل ۱۰ جون ۱۹۴۷ء ص۲)

اگر اسلام میں حق ہے تو اسے ظاہر فرما دے حضور نے اس کی توجیہہ یہ بیان فرمائی کہ موجودہ سیاسی کشمکش میں مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوگی چنانچہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آگیا۔

(۲۵)

اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ

اللّٰهُ جَمِيْعًا۔

(الفضل ۲۱ اگست ۱۹۴۷ء ص۱)

یعنی تم جہاں کہیں ہوگے اللہ تعالیٰ تم سب کو پھر واپس لے آئے گا۔ (قادیان سے ہجرت اور واپسی کی پیشگوئی)

(۲۶)

اَغْرَقْنٰهُمْ

(الفضل یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء ص۱)

یعنی ہم نے ان کو غرق کر دیا (دشمنان اسلام کی طرف اشارہ)

(۲۷)

بَهَجَتْ آيَاتِي۔

(الفضل یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء ص۱)

میرے نشانات روشن ہوئے

(۲۸)

اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ

(الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۴۷ء ص۱)

یہ ایک گروہ ہے جو تکلف سے نیکی ظاہر کرتا ہے۔

(۲۹)

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ۔

(الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۴۷ء ص۲)

یہ خدائے عزیز و رحیم کی تقدیر ہے

(۳۰)

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

(الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۴۷ء ص۲)

یعنی ہمیں سیدھا رستہ دکھا راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام فرمایا۔

(۳۱)

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ

(الفضل ۹ دسمبر ۱۹۴۷ء ص۳)

یعنی اگر تم جھگڑا کرو۔

(۳۲)

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۴۸ء ص۲)

اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کی دعا کو شرف قبولیت بخشتا ہے

(۳۳)

سُوْرُ زِنْدَانِكَ اِنْهَدَمَتْ
وَسُوْرُ زِنْدَانِكَ لَمْ
تَنْهَدِمْ

(الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۵۱ء)

یعنی دنیا کی قید کی دیوار جو ٹوٹ گئی ہے اور زنداں کی وہ دیوار جو ابھی نہیں ٹوٹی۔

(۳۴)

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ
رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ
اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ

(الفضل ۹ جولائی ۱۹۵۲ء ص۲)

اے میرے رب انہوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا ہے اے میرے رب مجھے تنہا نہ چھوڑ تو سب سے بہتر وارث ہے

(۳۵)

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ
الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ۔

(الفضل ۹ جولائی ۱۹۵۲ء ص۲)

جب آپ نے مجھے وفات دے دی تو آپ ہی ان پر نگران تھے۔ اس الہام میں واضح لفظوں میں خبر دی گئی تھی کہ حضور کا وصال طبعی موت سے ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۳۶)

اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا
وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا

(الفضل ۲۷ جنوری ۱۹۵۵ء ص۳)

یعنی جہاں کہیں بھی وہ لوگ پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور پھر گرفت کو ان پر بہت مضبوط کر دیا جائے گا اور آخر میں تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے۔ (مخالف اسلام طاقتوں سے متعلق پیشگوئی)

(۳۷)

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ
صَغِيْرًا۔

(الفضل ۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء ص۳)

اے رب دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

(۳۸)

اُعْلِمْتُ بِهَا وَاُعْجِبْتُ
بِهَا۔

(الفضل ۶ اکتوبر ۱۹۵۵ء ص۶-۵)

یعنی فلاں امر کی اسکو خبر دی گئی۔ اور اس بات سے اسے خوش کیا گیا۔ (احمدیہ جماعت مراد ہے)

(۳۹)

رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

(الفضل ۶ اکتوبر ۱۹۵۵ء ص۶)

یعنی خدا سے راضی اور خدا ان پر راضی ہے (حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی نسبت)

۴۰

تَاجُ الْمَدِيْنَةِ
نُزِلَ عَلٰى رَاْسِيْ

(الفضل ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

"مدینہ کا تاج میرے سر پر اتارا" (یعنی خلافت اور منصب مصلح موعود کا آسمانی تاج)

اردو الہامات

(۴۱)

"ابھی میں ہم اسی میں جب سب نری بنا ہو"

(تعطیر الہی ص۹۱) یہ الہام سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے نازل ہوا اور اس کے چند گھنٹے کے بعد حضورؑ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

(۴۲)

"شکر اللہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل"

(الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۱۴ء ص۳ کالم ۳)

قیام خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

(۴۳)

"مبارک ہو قادیان کی غریب جماعت تم پر خلافت کی رحمتیں یا برکتیں نازل ہوتی ہیں"

(منصب خلافت ص۳۲)

الہام میں گو خطاب قادیان کی غریب جماعت کی طرف ہے مگر ان برکات کا دائرہ پوری جماعت پر پھیلا ہے چنانچہ اس حقیقت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ آج دنیا کے مسلمانوں میں خلافت کا نظام صرف اسی جماعت میں قائم ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

(۴۴)

"نوح کا طوفان"

(الفضل ۱۲ دسمبر ۱۹۱۴ء ص۳)

۱۹۱۴ء سے لے کر آج تک اس الہام کی صداقت کئی بار ظاہر ہو چکی ہے

(۴۵)

"چل رہی ہے نسیم
جو دعا کیجئے قبول ہے آج"

(الفضل ۱۸ ستمبر ۱۹۱۹ء ص۱)

(۴۶)

فرمایا: "خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا۔ اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔"

(الفضل ۸ اپریل ۱۹۱۵ء ص۳ کالم ۲)

یہ عظیم الشان بشارت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے وجود بابرکت سے ظہور پذیر ہو رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۴۷)

"مبارک ہے وہ خدا جس نے تجھے کوثر دکھایا اور اسی طرح جنت کے بعض اور مقام بھی"

(الفضل ۹ جولائی ۱۹۳۵ء ص۳ کالم ۲)

(۴۸)

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

(الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۳۵ء ص۲)

(۴۹)

"درد جس نے بنایا ہے نشان اہل درد"

(الفضل ۲۷ جنوری ۱۹۳۶ء ص۲)

(۵۰)

فرمایا: "ہمیں الہام ہوتے ہیں کہ اسلامی حکومتیں دنیا میں قائم کی جائیں گی۔"

(الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۶ء ص۲)

اس خبر کے بعد سراسر ناموافق اور نامساعد حالات و ماحول کے باوجود پاکستان، انڈونیشیا، الجزائر، سوڈان، تیونس وغیرہ مسلمان حکومتیں معرض وجود میں آئیں۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔

(۵۱)

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے"

(الفضل ۱۷ جولائی ۳۷ء ص۶)

(۵۲)

"اے خدا میں چاروں طرف سے مشکلات میں گھرا ہوا ہوں تو میری مدد فرما"

(الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء ص۱)

(۵۳)

"میں تیری مشکلات کو دور کردوں گا اور تھوڑے ہی دنوں میں تیرے دشمنوں کو تباہ کردوں گا۔"

(الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

محولہ بالا تین الہام مصری تحریک کے ایام میں نازل ہوئے چنانچہ خدا کے فضل سے جلد ہی یہ تحریک اپنی موت آپ مر گئی۔

(۵۴)

فرمایا: امانت فنڈ الہامی تحریک ہے

(الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۳۸ء ص۲)

(۵۵)

زنہار میں نہ مانوں گا چہرہ دکھا مجھے
اک معجزہ دکھا کے تو عیسیٰ بنا مجھے

(الفضل ۸ نومبر ۱۹۳۹ء ص۳)

(۵۶)

"الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا"

(الفضل ۶ جون ۱۹۴۰ء ص۳)

(۵۷)

"دعا سے کام لینا ہی اچھا ہے۔ آخر وقت تو معلوم ہو گیا ہے"

(الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۴۳ء)

(۵۸)

"سوچ جو شخص آنے کو تھا وہ تو آچکا"

(الفضل ۲۷ اپریل ۱۹۴۴ء ص۶)

(۵۹)

روز جزا قریب ہے اور راہ بعید ہے

(الفضل ۲۷ اپریل ۴۴ء ص۶)

اس میں بتایا گیا ہے کہ غلبہ اسلام کے دن اگرچہ قریب ہیں مگر جماعت اپنے فرائض کی ادائیگی کے اعلے معیار تک ابھی نہیں پہنچ سکی۔

(۶۰)

"عظمت کے بھوکے ہیں شہرت کے طالب ہیں"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۴ء ص۱۳۳)

(فورمن کرسچن کالج لاہور کے طلبہ کی نسبت)

(۶۱)

"اے خدا میرے دشمن سے انتقام لے۔"

(الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء ص۲)

(۶۲)

"اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرلو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی"

(الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء ص۳)

(۶۳)

"بہت سی برکتوں کے سامان کروں گا"

(الفضل ۲۵ جون ۱۹۴۴ء ص۲)

(۶۴)

"وہ بدخواہ تھا یا بدگن تھا (یہ لفظ بھول گیا کہ بدخواہ تھا یا بدگن مگر اس کا مفہوم یہی تھا کہ شرارت کا اظہار ہوتا تھا) میرے لئے بھی اور سب کے لئے بھی"

(الفضل ۱۳ جولائی ۴۴ء ص۳)

(۶۵)

"مظفر بخت"

(الفضل ۳ اگست ۴۴ء)

(حضور کا ایک آسمانی خطاب)

(۶۶)

"اس کی سلامتیوں"

(الفضل ۳ اگست ۱۹۴۴ء)

(۶۷)

"ملک بھی رشک ہیں کرتے وہ خوش نصیب ہوں ہیں"

(الفضل ۲ ستمبر ۱۹۴۵ء ص۲)

(۶۸)

"ہے دعا یہ دولت پہ میرا پاؤں مدام"

(الفضل ۲ نومبر ۱۹۴۶ء ص۱)

(۶۹)

"گیارہ اگست تک یا ۱۱ اگست کو"

(الفضل ۱۱ جون ۴۷ء ص۱)

(۷۰)

"مولوی رحمت علی آگئے ہیں"

(الفضل ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء ص۱)

(۷۱)

"غلام احمد عطاء"

(الفضل ۱۰ اگست ۴۷ء ص۱)

(۷۲)

"جلتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب پاؤں کے نیچے سے پانی بہا دیا"

(الفضل ۱۰ اگست ۱۹۴۹ء ص۳)

ربوہ کی بے آب و گیاہ وادی اس الہام کی صداقت کا زندہ و تابندہ نشان ہے

(۷۳)

"سندھ سے پنجاب تک دونوں طرف متوازی نشان دکھاؤں گا"

(الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۵۱ء ص۳)

۱۹۵۳ء کی تحریک میں خاص طور پر پورا ہوچکا ہے۔

(۷۴)

"میں آپ سے کہتا ہوں کہ اے حضرت لولاک ہوتے نہ اگر آپ تو بنتے نہ یہ افلاک جو آپ کی خاطر ہے یا آپ کی شے ہے میرا تو نہیں کچھ بھی یہ ہیں آپ کی املاک"

(الفضل ۲ جنوری ۱۹۵۲ء ص۴)

(۷۵)

"اٹھ پڑ گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا"

(المصلح ۲۷ جون ۵۳ء ص۱۲)

(۷۶)

"آؤ ہم مدینہ والا معاہدہ کریں"

(الفضل ۶ اگست ۱۹۵۶ء ص۳)

جماعت کو بقائے خلافت کے لئے ہر ممکن قربانی دینے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

(۷۷)

"الحمد للہ اللہ تعالے نے تو مجھے بالکل اچھا کر دیا مگر میں اپنی بدظنی اور مایوسی کی وجہ سے اپنے آپ کو بیمار سمجھتا ہوں"

(الفضل ۸ اگست ۱۹۵۶ء ص۳)

(۷۸)

"ہم قدم قدم پر خدا تعالے کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کی رضا کی جستجو کرتے رہتے ہیں"

(الفضل ۲ نومبر ۱۹۵۸ء ص۳)

ایک جامع الہامی دعا جو سورہ فاتحہ کا لطیف ترین اور نفیس ترین خلاصہ ہے

فارسی الہامات

(۷۹)

"وائے بر علمے کہ برباد کند عالم را"

(الفضل ۱۲ فروری ۱۹۵۳ء ص۱)

یعنی افسوس اس علم پر جو علم رکھنے والے کو تباہ کر ڈالے (مشہور کانگریس لیڈر مسٹر گاندھی کے خطرناک انجام کی خبر دی گئی ہے جو عدم تشدد و اہنسا کے پیامبر ہونے کا ادعا رکھنے کے باوجود تشدد کا شکار ہوگئے)

(۸۰)

"عاقلاں را پیر کامل
جاہلاں را راہنما"

(الفضل ۱۶ مارچ ۱۹۶۰ء ص۱)

(ترجمہ) وہ عاقلوں کے لئے پیر کامل اور جاہلوں کے لئے خضر راہ ہے۔ اس الہامی مصرعہ میں قرآن مجید کی قوت قدسی اور تاثیرات روحانیہ کی طرف اشارہ ہے۔

انگریزی الہامات

(۸۱)

"LOVE CREATES LOVE"

(منہاج الطالبین، تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رض سالانہ جلسہ ۱۹۲۵ء ص۹۷)

یعنی محبت محبت کو کھینچتی ہے۔

(۸۲)

"HEARKEN I TELL
THEE IN THY EARS
THAT THE EARTH
WOULD BE SHAKEN
FOR THREE TO ONE
THEY DO NOT CARE
FOR ME FOR A
THREAD.
THREE TO ONE"

(تذکرہ ذکر الٰہی فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۶ء طبع اول ص۳)

(یعنی سنو میں تمہارے کان میں ایک بات بتاؤں اور وہ یہ کہ زمین میں زلزلہ بپا ہوگا۔ کیونکہ لوگ میرے کلام کو بالکل چھوڑ چکے ہیں اور میں اس بات پر شرط لگانے کے لئے بھی تیار ہوں کہ اگر کوئی میرے مقابلہ میں ایک چیز پیش کرے تو میں اس کے مقابل تین گنا پیش کردوں گا۔ لوگ میری اتنی بھی پرواہ نہیں کرتے جتنی تاگے کی (۱۹۱۶ء کا الہام جو پہلی جنگ عظیم کے سیاسی اور ملکی زلزلے کی صورت میں پورا ہوگیا۔)

(۸۳)

"ABDICATED"

(الفضل ۹ جون ۱۹۴۰ء ص۲)

انگریزی زبان میں یہ لفظ ابتداء میں فقط اصولی یا باقاعدہ دستبرداری کے معنوں میں استعمال کیا جاتا تھا لیکن بعد کو اس کا اطلاق فرائض منصبی سے عملاً محرومی پر بھی کیا جانے لگا یہ الہام ان ہر دو معنوں میں متعدد بار پورا ہوچکا ہے چنانچہ لیوپولڈ شاہ بلجیم، کیرول شاہ رومانیہ، بورس شاہ بلغاریہ، رضا شاہ پہلوی شاہ ایران، مہاراجہ ہری سنگھ والئی جموں و کشمیر اور نظام حیدرآباد دکن جیسے

(باقی ص۳۱ پر)

وصالِ مصلح موعودؓ

(مکرم جناب عبدالمنان صاحب ناہید)

بارِ خاطر ہیں دھڑکنیں دل کی — جانِ ناشاد غم کے بوجھ سے چور
جھک گئے عشق کے عزائم بھی — زندگانی کی بے بسی کے حضور
سازِ عشرت کی ہر صدا خاموش — جادۂ غم پہ زندگی مجبور
ہر طرف اک مہیب تاریکی — کھو گیا آج میری آنکھ کا نور
چاند میں چاندنی نہیں باقی — نورِ خورشید ہو گیا مستور
کیسی تنہائی کا ہوا احساس — کوئی ساتھی نہیں قریب نہ دور
میرے محبوب تو نے چھوڑ دیا
جادۂ زیست پر مجھے تنہا

یہ نہیں ہے کہ تو نہیں باقی — اب کوئی آرزو نہیں باقی
صحنِ گلشن میں گھومتا ہوں مگر — خواہشِ رنگ و بو نہیں باقی
مجھ کو ماحول کا نہیں احساس — یا مرے چار سو نہیں باقی
زندگی اس طرح ہوئی ویران — کوئی بھی دو بدو نہیں باقی
صحبتِ یارِ مہرباں نہ رہی — لذتِ گفتگو نہیں باقی
دل پہ وہ چوٹ آج کھائی ہے — چیر دو تو لہو نہیں باقی
بزمِ ماہِ تمام ختم ہوئی
رونقِ صبح و شام ختم ہوئی

لے گیا ساتھ تو مرے محبوب — شانِ محبوبی و دلآرائی
آئیں گے اور بھی شہِ خوباں — پر کہاں تیرا حسن و رعنائی
اور بھی میرِ کارواں ہوں گے — پر کہاں تیری شانِ دارائی
جب بھی دل زخم کھا کے آیا ہے — کام آئی تری مسیحائی
جب بھی اپنا جہاں ہوا تاریک — ہم نے تجھ سے ہی روشنی پائی
رہِ منزل پہ ہر قدم تیرا — عزم و ہمت کی کارفرمائی
سینکڑوں سال بیت جاتے ہیں
جب کہیں تجھ سے لوگ آتے ہیں

رخصت اے دل کے مالک و مختار — رخصت اے میرے قافلہ سالار
میں بھی تھا تیری رہگذر کا فقیر — میں بھی تھا زیرِ سایۂ دیوار
دل تھا ناآشنا خزاں سے مرا — تیرے دم سے تھی زندگی میں بہار
تو گیا رونقِ حیات گئی — رہ گئی میری حسرتِ دیدار
اپنی منزل کو جا لیا تو نے — میں ہوں اور میرے راستے کا غبار
مجھ کو اکسیر خاکِ رہ تیری — دل مرا تیرے نقشِ پا پہ نثار
صرصرِ وقت کے تھپیڑوں سے
نہ بجھیں گے چراغ الفت کے

میرے محبوب تیرے بعد بھی میں — تیری عظمت کے گیت گاؤں گا
تو نے جو لازوال درد دیا — میں اسے حرزِ جاں بناؤں گا
خود بھی روؤں گا یاد کر کے تجھے — ساتھ اوروں کو بھی رلاؤں گا
جو بھی آئے گا نقشِ پا پہ ترے — اپنے دل میں اسے بٹھاؤں گا
میں نے جو عہد بھی کیا تجھ سے — جان دے کر اسے نبھاؤں گا
راہ ڈھونڈوں گا تجھ سے ملنے کی — ہر قدم پر دیے جلاؤں گا
انتظار اس طرح کروں گا ترا
حشر تک منتظر رہوں گا تیرا

لِلّٰہ الحمد میکدہ میں ترے — تیرے رندوں کے اب بھی پُر ہیں ایاغ
قافلہ یوں رواں دواں ہے ترا — جیسے منزل کا مل گیا ہو سراغ
خدمتِ دیں پہ کمربستہ — آلِ داؤد کے ہیں چشم و چراغ
خوش نوایانِ انجمن میں ترے — اب نہ باقی کوئی زغن ہے نہ زاغ

تو نے روشن جو کی تھی شمعِ وفا — اب بھی روشن ہیں اس سے قلب و دماغ
ہاں مگر آنکھ اب بھی پُرنم ہے — ہے دلوں پر ترے فراق کا داغ
ہر گھڑی تیری یاد آئے گی
تیری یاد اپنے ساتھ جائے گی

یاد آئے گا تیرا حسن ہمیں — تیرا احسان یاد آئے گا
ہر قدم پر تری محبت کا — عہد و پیمان یاد آئے گا
رونقِ شامِ مجلسِ عرفان — درسِ قرآن یاد آئے گا
تیرے خطبات تیری تقریریں — حسنِ فرمان یاد آئے گا
آئے گا جب بھی کوئی شعلہ بیاں — تو مری جان یاد آئے گا
اس جمال و جلال کے صدقے — تو تو ہر آن یاد آئے گا
کٹ گیا دور کامیاب ترا
عہدِ زریں تھا لاجواب ترا

میرے محبوب قوم شاہد ہے — تیری رحمت کی تیری شفقت کی
تو نے ہر ایک پر عنایت کی — تو نے ہر ایک سے محبت کی
کرۂ ارض کے کناروں تک — تو نے توحید کی اشاعت کی
یہ ثمر ہے تری ہی محنت کا — ہے سلامت قبا خلافت کی
ہر قدم پر ترے خدا نے بھی — کی حفاظت تری جماعت کی
تیری دن رات کی دعاؤں کو — مل گئی روشنی اجابت کی
ان دعاؤں کو سن لیا اس نے
تیرے ناصرؔ کو چن لیا اس نے

پھر سے دہرایا عہدِ بیعت کو — آج ناصرؔ کے ہاتھ پر ہم نے
پھر ہمیں اسجدوا کا حکم ملا — پھر جھکایا ہے اپنا سر ہم نے
پھر وفاؤں کو استوار کیا — سوزِ دل سے بچشمِ تر ہم نے
اپنی کشتی کو آج ڈالا ہے — تازہ لہروں پہ بے خطر ہم نے
یوں درِ یار پہ گرے آ کر — سر بنایا ہے سنگِ در ہم نے
اب کہاں ہے اجل کو جائے اماں — یوں سمیٹے ہیں بحر و بر ہم نے
عہد و پیمانِ رسم و راہ کیا
اپنے اللہ کو گواہ کیا

میرے محبوب خوں رلاتی رہی — غمِ ہجرت میں بے کلی تیری
کوچہ ہائے دیارِ یار سے دور — زندگی کس طرح کٹی تیری
کون سمجھے گا کون جانے گا — وہ خوشی جو نہ ہو سکی تیری
جب بھی جائیں گے کوئے یار کو ہم — ساتھ جائے گی یاد بھی تیری
جب کٹے گی یہ دوریٔ منزل — منتظر ہو گی وہ گھڑی تیری
لے کے دارالاماں میں جائیں گے — جو امانت ہے دی ہوئی تیری
دل کو اک سوزِ جستجو دیں گے
ہم وصیت تری نبھو لیں گے

میرے محمود پیار تھا کتنا — تیرے پیاروں کو تیرے نام کے ساتھ
ہم نے سیکھا ہے بیٹھنا اٹھنا — چلنا پھرنا فقط امام کے ساتھ
آج رکنا پڑا ہمیں ورنہ — ہم چلے تیرے ہر خرام کے ساتھ
جا فرشتے ہیں منتظر تیرے — عرش پر پورے اہتمام کے ساتھ
بعد مدت کے اتصال ہوا — عشقِ کامل کا حسنِ تام کے ساتھ
تو کہ خود بھی "نشانِ رحمت" تھا — جا ملا رحمتِ تمام کے ساتھ
خلد میں اپنے آشیاں کو گیا
نقطۂ نفسی آسماں کو گیا

حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند علمی کارنامے

(از مکرم عبدالرب صاحب انور ایم ایس سی ابن محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ کراچی)

جب ہم اس وسیع و عریض کائنات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس پردۂ کائنات پر ہزاروں چہرے نمودار ہوئے ہزاروں شخصیتوں نے جنم لیا اور بے شمار افراد اس دنیا میں پیدا ہوئے۔ اس طویل سلسلۂ انسانیت میں بعض ایسے افراد بھی پیدا ہوئے جن کے وجود سے قوموں کی قسمتیں وابستہ ہو گئیں ان کے وجود قوموں کے افتخار کا باعث ہوئے اور ان کے ذریعہ عظیم الشان انقلابات روئے زمین پر بپا ہوئے ان افراد کی یاد ایک لمحہ کے لئے بھی قلوب انسانی سے محو نہیں ہو سکتی۔ ان ہی مقدس اور بابرکت شخصیتوں میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ و المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا وجود ایک نمایاں مقام اور حیثیت کا حامل ہے۔

خدا تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ایک مامور اس دنیا میں مبعوث فرمایا اور پھر اس کے کام کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کے وجود کو قدرت ثانیہ کے مظہر اتم کے طور پر منتخب فرمایا اور آپ کی تشریف آوری کے لئے اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے آپ کی آمد کی خبر دی ان پیشگوئیوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے مشہور ہے۔ اس پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک زکی غلام تجھے ملے گا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا ...... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس پیشگوئی کے مطابق وہ عظیم الشان فرزند دلبند گرامی ارجمند اپنے وقت پر ظاہر ہوا اور ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کی صبح ایسی نمودار ہوئی جس نے ایک موعود وجود کے ذریعے ظہور میں آنے والے ایک عظیم الشان روحانی انقلاب کی خوشخبری دی۔ چنانچہ اس موعود فرزند نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ تاریخ اسلام میں یہ کارنامے جلی حروف سے لکھے جائیں گے اور آپ کا نام نامی سنہری حروف میں اسلام کے فتح نصیب جرنیلوں کی فہرست میں لکھا ہوگا۔

حضرت مصلح موعودؓ کی مبارک زندگی علم و عمل کا مجموعہ ہے آپ کے عالم باعمل ہونے سے صرف یہ مراد نہیں کہ آپ کے قول اور فعل میں ایک یگانگت ایک ہم آہنگی اور ایک مطابقت ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ علم اور عمل ہر دو میدانوں میں آپ بہترین جرنیل عظیم الشان رہنما اور قابل فخر شخصیت ہیں اور جب خدائے عزوجل نے آپ کے متعلق بشارت دی

"علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا"

آپ کی زندگی کا ہر لمحہ خود ایک کارنامہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ آپ کے متعلق فرماتا ہے کہ آپ کے وجود سے کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا۔ اس مختصر فقرے میں وہ مضامین پوشیدہ ہیں جنہیں صفحات اور اوراق کی حدود میں لانا ایک مشکل امر ہے۔ اس علم و عمل کے مجسمے کے کارناموں کو بیان کرنے کے لئے ضخیم کتب درکار ہیں۔

حضورؓ کو اللہ تعالیٰ نے علوم دنیاوی اور علوم روحانی دونوں عطا فرمائے اور حضورؓ کو ان علوم میں وہ کمال حاصل ہے کہ بڑے بڑے عالم و فاضل آپ کے سامنے طفل مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ذیل میں علوم روحانی اور علوم دنیاوی کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

علم القرآن — لا یمسہ الا المطہرون

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی میں مصلح موعود کی ایک صفت یہ بیان کی گئی۔

"تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو"

اس کا مطلب یہ ہے کہ مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زبردست فہم قرآنی عطا کیا جائے گا اور معارف اور حقائق قرآنی کے اظہار کی ایسی توفیق عطا کی جائے گی کہ جس سے کلام اللہ کا حقیقی مرتبہ دنیا پر ظاہر ہوگا۔

فہم قرآنی یہ ایک ایسا امر ہے کہ کسی شخص کو زور و بازو سے میسر نہیں آ سکتا اس کا انحصار محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی وحی خفی پر ہے اور اس خاص فضل کے مورد صرف اللہ تعالیٰ کے مقرب اور صالح بندے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آیت لا یمسہ الا المطہرون سے ثابت ہے اس کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"علم قرآن بے یا تقویٰ با خدا اور راستباز ہونا ثابت ہے کیونکہ بموجب آیت لا یمسہ الا المطہرون صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے"

(اشتہار ۳ دسمبر ۱۸۹۴ء)

خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے مطہر وجود پر علوم و فنون قرآن کے دروازے کھولے اور آپ میں وہ ملکہ اور قدرت قرآن کریم کے سمجھنے کی عطا فرمائی جس کا ثبوت تفسیر کبیر کا بیش بہا اور انمول خزانہ ہے۔ آپ نے دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں جسے خدا تعالیٰ نے اس

پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ پر قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی خدا نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے تھے وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا اور وہ چشمہ روحانی جو میرے سینے میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعوے کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔۔۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء الموعود صفحہ ۲۱۰، ۲۱۲)

مگر اس موعود فرزند کے اس چیلنج کو آج تک کسی نے قبول نہیں کیا اور کوئی ان کا جواب دینے کی جسارت نہیں کر سکا۔ لوگوں کی یہ خاموشی اور سکوت اس امر کی زبردست شہادت ہے کہ روئے زمین پر اس زمانہ میں بجز آپ کے کوئی اس درجہ مطہر اور پاک نہیں جس پر آسمانی حقائق کھولے جائیں۔ یہ عظیم الشان کارنامہ اس وقت تشنہ تکمیل رہے گا جب تک کہ حضرت مصلح موعودؓ کے فرمودہ معارف بیان نہ کئے جائیں لیکن جب اس کے فرمودہ حقائق و معارف پر نگاہ پڑتی ہے تو بڑی مشکل پیش آتی ہے کہ کس نکتہ کو لیا جائے اور کس کو چھوڑا جائے تاہم مشتے از خروارے چند حقائق و معارف ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

سورۃ فاتحہ۔۔۔ قرآن کا اوّل

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اوائل زندگی میں ایک رویا دیکھا جو درج ذیل ہے۔

"میں ابھی بچہ ہی تھا کہ میں نے رویاء میں دیکھا کہ ایک گھنٹی بجی ہے اور اس میں سے ٹن کی آواز پیدا ہوئی ہے جو بڑھتے بڑھتے ایک تصویر کے فریم کی صورت اختیار کر گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس فریم میں ایک تصویر نمودار ہوئی تھوڑی دیر کے بعد وہ تصویر ہلنی شروع ہوئی اور پھر یکدم اس میں سے کود کر ایک وجود میرے سامنے آ گیا اور اس نے کہا کہ میں خدا کا فرشتہ ہوں اور تمہیں قرآن کریم کی تفسیر سکھانے کے لئے آیا ہوں میں نے کہا سکھاؤ تب اس نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کر دی وہ سکھاتا گیا سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا یہاں تک کہ جب وہ ایاک نعبد و ایاک نستعین تک پہنچا تو کہنے لگا آج تک جتنے مفسر گزرے ہیں ان سب نے صرف اس آیت تک ہی تفسیر لکھی ہے۔ لیکن میں تمہیں اسکے آگے بھی تفسیر سکھاتا ہوں چنانچہ اس نے ساری سورۃ فاتحہ کی تفسیر مجھے سکھا دی۔"

جب ہم اس رویا کے مطابق آپ کے خطبات اور تقاریر کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ہمیشہ ہی سورۃ فاتحہ کی نئی سے نئی تفسیر بیان فرمائی۔ ایک دفعہ جب آپ کم سن تھے ایک جگہ تقریر کرنے کا موقعہ ملا اس وقت آپ پر اس سورۃ کی نہایت لطیف تفسیر القاء کی گئی جو حسب ذیل ہے

"یہ سورۃ مکہ اور مدینہ دونوں مقامات پر نازل ہوئی اور دونوں جگہ مشرکین کا زیادہ زور تھا اور انہی سے آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کو ساری عمر زیادہ مقابلہ کرنا پڑا لیکن سورۃ فاتحہ میں ان کا ذکر تک نہیں البتہ یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں مشرکوں کا نام تک نہیں صرف مغضوب علیہم یعنی یہود اور ضال یعنی نصاریٰ کے فتنے سے بچنے کی دعا سکھلائی گئی۔ حالانکہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مشرکوں سے بچنے کی دعا ہونی چاہیئے تھی یا کم از کم مشرکوں کا ذکر زیادہ زور دار الفاظ میں ہونا چاہیئے تھا۔ پس اس میں کوئی حکمت ہونی چاہیئے اور وہ حکمت بعد کے واقعات سے ظاہر ہے بعد کے واقعات نے بتا دیا کہ مکہ کا مذہب دنیا سے بالکل مٹ گیا ہے۔ لیکن یہود و نصاریٰ کا مذہب دنیا میں موجود ہے۔ پس اس پیشگوئی میں مشرکوں کا ذکر اگر کیا جاتا پیشگوئی کی گئی تھی کہ یہ فتنہ اس وقت زور پر ہے۔ مگر آئندہ یہ دنیا سے بالکل مٹ جائے گا۔ اسلئے اس سے بچنے کی دعا سورۃ فاتحہ میں جو ام الکتاب ہے شامل کرنی ضروری نہیں لیکن یہود و نصاریٰ کا فتنہ چونکہ مختلف رنگ میں قیامت تک جاری رہے گا۔ اسلئے اس کا ذکر سورۃ فاتحہ میں شامل کیا گیا۔"

(درس القرآن مندرجہ اخبار الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء)

تفسیر سورۃ الفجر۔۔۔ عظیم الشان القاء

سورۃ فجر ان سورتوں میں سے ایک ہے جس کے معنی خدا تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بذریعہ القاء خود سمجھائے اور جو اس قدر عظیم الشان اور انوکھے ہیں کہ گذشتہ تمام مفسرین اس کی تفسیر مکمل نہ کر سکے۔ مگر خدا تعالےٰ نے اپنے مطہر بندے پر اپنے کلام کے معنی آسمان سے نازل کئے۔ ان معنوں کو حضورؓ کے اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔

"میں اس موقعہ پر اللہ تعالےٰ کی تائید کے ایک تازہ واقعہ کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ قرآن کریم کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مضامین ایسے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل سے القاء اور الہام کے طور پر مجھے سمجھائے ہیں۔۔۔۔ انہی مشکل آیات میں سے۔۔۔۔۔ میرے لئے ایک یہ سورۃ بھی تھی میں جب بھی غور کرتا اور سوچتا مجھے اسکے معنی کے متعلق تسلی نہیں ہوتی تھی بلکہ ہمیشہ دل میں ایک خلش پائی جاتی تھی اور مجھے بار بار یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ جو معانی بتائے جاتے ہیں وہ قلب کو مطمئن کرنے والے نہیں۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ ۲ صلح ۱۳۲۷ھش مطابق ۲ جنوری ۱۹۴۹ء بروز بدھ میں سورۃ نور کا درس دینے کے لئے مسجد مبارک میں آیا۔ میں نے درس خاتمہ کا دینا تھا۔ مگر میں غور سورۃ فجر پر کر رہا تھا۔ اس ذہنی کشمکش میں میں نے عصر کی نماز پڑھانی شروع کی اور میرے دل پر ایک بوجھ تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ جب میں عصر کی نماز کے آخری سجدہ سے سر اٹھا رہا تھا تو ابھی سر زمین سے ایک بالشت بھر اونچا آیا ہوگا کہ ایک آن میں یہ سورۃ مجھ پر کھل گئی۔۔۔۔۔۔ چنانچہ جب میں نے عصر کی نماز کا سلام پھیرا تو بے تحاشہ میری زبان سے الحمد للہ کے الفاظ بلند آواز سے نکل گئے۔

اس وقت اگر میں اس مضمون کو نہ بیان کروں جو خدائے قادر و توانا نے آپ پر القاء کئے تو اس خدائے علیم و خبیر کی سخت ناشکری ہوگی اور ناظرین کی تشنگی ——— اختصاراً مضمون کو حضورؓ کے اپنے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔

"اب میں اپنے معانی بیان کرتا ہوں جو مجھے اللہ تعالےٰ نے یکدم سجدہ سے اٹھتے ہوئے عصر کی نماز میں بدھ کے دن سمجھائے ان آیات میں چار باتیں بیان ہوئی ہیں اوّل والفجر دوئم ولیال عشر سوئم والشفع والوتر چہارم واللیل اذا یسر ان چاروں کی قسم دو طرح ہو سکتی ہے یا یہ سارے ایک ہی اہم واقعہ کے چار اہم جزو ہیں۔۔۔۔۔۔ یا پھر یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ چاروں الگ الگ واقعات ہیں۔۔۔۔۔ میرے نزدیک چونکہ فجر ایک بیان ہوئی ہے اور راتیں دس بیان ہوئی ہیں حالانکہ دس راتوں کی دس فجریں ہوتی ہیں اور راتوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلے دس راتوں کا ذکر ہے درمیان میں شفع اور وتر کا ذکر ہے اور آخر میں پھر ایک رات کا ذکر ہے۔۔۔ چونکہ دنیا میں کوئی دس راتیں ایسی نہیں جن کی ایک فجر ہو اور کوئی دس راتیں ایسی نہیں ہوئیں جن کے بعد شفع اور وتر کا واقعہ ہو اور کوئی شفع اور وتر ایسی نہیں جس کے بعد ایک رات ہو اسلئے لازماً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس جگہ جن راتوں کا ذکر ہے ان کا مادی سورج کے ڈوبنے اور چڑھنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔۔ عقلاً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس جگہ رات اور فجر کے الفاظ استعارۃً استعمال ہوئے ہیں۔ الغرض میرے نزدیک اس آیت کی ترتیب یوں ہے۔ دس راتیں۔ پھر ایک فجر

اور اس کے بعد شفع اور وتر کا کوئی واقعہ اور پھر ایک رات اور پھر ایک طویل فجر...... تیسرے سال کے آخر میں یہ سورۃ نازل ہوئی ہے اور رسول کریم صلعم تیرہ سال تک مکہ میں رہے پہلے تین سال مخالفت نہیں ہوئی لیکن اس کے بعد مکہ والوں نے شدید مخالفت کی۔ تیرہ میں سے تین نکال دو تو باقی ٹھیک دس سال رہ جاتے ہیں۔ جن میں مسلمان کفار کا تختۂ مشق بنے رہے اور یہی وہ دس سال تھے جن کی لیالِ عشر میں خبر دی گئی تھی اور جن کو مشکلات و مصائب کی وجہ سے استعارۃً رات قرار دیا گیا....... گویا خدا ان دس راتوں کے بعد...... اللہ تعالیٰ فجر طلوع کر دے گا... اور ایک نیا دور مسلمانوں کی ترقی کا شروع ہو جائے گا...... آخر خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلعم کو اجازت دی اور آپ مدینہ تشریف لے گئے یہ ہجرت وہی فجر ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے اور جس سے اسلامی سورج طلوع ہوا اور جس سے اسلامی سال آج تک چل رہا ہے۔ ..... اسی طرح ایک شفع اور وتر کا ذکر بھی اس میں پایا جاتا ہے چنانچہ فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا (توبہ رکوع ۶) غم مت کر ہم دو نہیں بلکہ ایک وتر بھی موجود ہے...... پس شفع کون تھا رسول کریم صلعم اور ابوبکرؓ تھے اور وتر کون تھا خدا تعالیٰ تھا جو ان کے ساتھ تھا....... اسی طرح قرآن کریم نے ایک گیارھویں رات کی خبر دے کر یہ پیشگوئی کی تھی کہ ہجرت کے پورے ایک سال بعد کفار کی ساری طاقت ٹوٹ جائے گی اور مسلمانوں کے لئے کامرانی اور فتح کی صبح نمودار ہوگی..... یہ ہے وہ مفہوم جو ان آیات قرآنیہ کا اللہ نے مجھے سمجھایا اور جس کا ایک ایک نکتہ اسلامی تاریخ اور قرآنی حوالوں سے ثابت ہے۔"

(از تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم نصف اوّل صفحہ ۴۹۳ تا ۴۹۵)

غیروں کا اعتراف حقیقت:۔

مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر زمیندار نے ایک جلسہ عام سے جو کہ شیخ صادق حسن صاحب رئیس اعظم کی صدارت میں منعقد ہوا تھا تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"احمدیوں کی مخالفت کا اُٹھ میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے۔ احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلب زر کے لئے ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ قادیانیت کی آڑ میں غریب مسلمانوں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی ہڑپ کر رہے ہیں۔ کوئی ان احرار سے پوچھے بھلے مانسو تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا ہے۔ کونسی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے کیا بھولے سے بھی تم نے تبلیغ اسلام کی۔ احرار یو کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود احمد (رضی اللہ عنہ) کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود احمد کے پاس قرآن ہے۔ قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے۔ تم میں سے ہے جو کوئی قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن پڑھا تم خود کچھ نہیں جانتے۔ لوگوں کو کیا بتاؤ گے۔ مرزا محمود احمد کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے......"

(از خوفناک سازش مصنفہ مولوی مظہر علی اظہر جنرل سیکرٹری احراری جماعت)

فنِ صحافت:۔

دوسرا عظیم الشان علمی کارنامہ جو آپ کی ذات بابرکات سے ظہور میں آیا وہ فن صحافت میں جدید رنگ پیدا کرنا ہے۔ عام طور پر عوام الناس میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ انشاء پردازی اختیاری چیز ہے یعنی جو شخص اس بحر میں غوطہ زن ہوگا۔ قدرت اس کی ذہنی قابلیت کو اجاگر کر دیتی ہے اور اس کی تحریر شائستہ ہو جاتی ہے۔ اس انشاء پردازی کے علاوہ ایک اور قسم انشاء پردازی کی ایسی بھی ہے جس میں اکتساب کو دخل نہیں بلکہ وجدانی طور پر قدرت انسانی دماغ میں تحریر کی قابلیت پیدا کرتی ہے۔ ان دونوں قسموں کا فرق طرز تحریر سے نمایاں ہو جاتا ہے۔ اکتسابی انشاء پرداز کا وہ اسلوب تحریر ہے جس میں ایک ارتقاء اور ترقی پائی جائے۔ مثلاً شروع میں انشاء پرداز کی تحریر ابتدائی رنگ میں ہو اور پھر ایک عرصہ مشق کے بعد اس میں عظیم الشان ترقی ہو جائے یہ وہ انشاء پردازی ہے جو کہ تمام تر مشق اور محنت میں پائی جاتی ہے۔ وجدانی عطیہ میں ترقی کو دخل نہیں بلکہ ایسے افراد ابتداء سے ہی نہایت پایہ کے انشاء پرداز شمار ہوتے ہیں۔

حضرت فضل عمرؓ کی انشاء پردازی وجدانی ہے اکتسابی نہیں اور یہ بات کوئی ذوقی نہیں بلکہ واقعات اور شواہدات اس حقیقت پر دلیل محکم ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے ابتدائی زمانے میں انجمن ہمدردان اسلام قائم فرمائی۔ جس کا افتتاح حضرت خلیفہ اوّلؓ نے فرمایا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے اس انجمن کا نام تبدیل فرما کر انجمن خادم اسلام تجویز فرمایا۔ اس انجمن کے سیکرٹری حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ تھے۔ حضرت بھائی جی الحکم ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس ہماری انجمن میں ایک مرتبہ حضرت نورالدین اعظمؓ شریک تھے ہمارے آقا سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے نورِ نظر لختِ جگر نے جن کی شان میں ازل سے خدا وند نے مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء کا مقام محمود رکھا تھا تقریر فرمائی۔ تقریر کیا تھی علم و معرفت کا دریا تھی اور روحانیت کا ایک سمندر تھا۔ تقریر کے بعد حضرت نورالدین اعظم عنا اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا جو کچھ فرمایا تقریر کی بے حد تعریف کی قوت بیان اور روانی کی داد دی نکات قرآنی اور لطیف استدلال پر لٹے تپاک اور محبت سے مرحبا کہا۔ جزاک اللہ...... یہی وہ انجمن ہے جو ترقی کر کے آخر ایک دن اس قابل ہو گئی کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے حضور سے شرف باریابی نصیب ہوئی اور وہ تشحیذ الاذہان کے مقدس نام سے سرفراز ہو کر نمودار ہوئی..... سن ۱۹۰۱ء کے نصف ثانی میں وہیں مجھے اطلاع ملی کہ ہماری اس پیاری انجمن کا سیدنا محمود احمد کے ہاتھوں دوبارہ احیاء ہوا اور اب کے اسی نام کے رسالے کے اجراء کا بھی انتظام کیا گیا۔"

(الحکم ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۲)

یہ ہے وہ عظیم الشان کارنامہ جو آپ نے اوائل زندگی میں سرانجام دیا اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ وجدانی انشاء پرداز تھے آپ کی انشاء پردازی کی ابتداء صحافت سے ہوئی۔ چنانچہ آپ بچپن میں ہی تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر رہے اور اس میں نہایت شاندار مضامین تحریر فرمائے جس سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ کو فن تحریر کی قابلیت قدرت نے اپنے خاص فضل سے ودیعت فرمائی تھی۔

الفضل کا اجراء:۔

۱۹۱۳ء کا دور جماعت کے لئے ایک کٹھن دور تھا اس لئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے ساتھ ہی بیرونی حملے شدید تر ہو گئے اور کمزور ایمان والے منافقت کا شکار ہونے لگے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خداداد قابلیت اور روحانی رعب نے ان منافقین کو شکست فاش دی مگر زندگی کے آخری ایام میں دشمن نے از سر نو سر اٹھالیا اور مخالفت کا ایک شدید طوفان چل پڑا۔ اسی طرح اندرونی اختلافات بھی عروج کو پہنچ گئے۔ گمنام خطوط اور آپس کی چہ میگوئیوں نے ایک بحران پیدا کر رکھا تھا۔ خدائی تقدیر کے ماتحت اس دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی علمی قابلیت۔ ذاتی شرافت اور تقویٰ کی بنا پر خاص و عام میں مشہور ہو گئے تھے اور جماعت کے افراد میں باوجود اپنی کم سنی کے ایک اعلیٰ مقام حاصل کر چکے تھے حقیقت سے عاری اور تقویٰ سے خالی لوگوں نے آپ کی ذات پر بودے الزامات لگانے شروع کر دیئے تھے۔ اس ناگفتہ بہ حالت میں قوم کو ضرورت تھی ایک ایسے رکن کی جو جماعتی آرگن کھولے اور ان اختلافات کا صحیح حل پیش کر سکے۔ اور ان مشکلات کا ازالہ ہو سکے۔ ایسے وقت میں قوم کو ضرورت تھی ایک ایسے اہل قلم کی جو کہ دشمن کے حملوں کا دندان شکن جواب دے سکے۔ ان ناسازگار حالات میں جماعت کو ضرورت تھی ان مضامین اور مقالات کی جو کہ جماعت کی اندرونی اصلاح کے لئے تریاق کا حکم رکھتے ہوں۔

ان حالات میں حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ نے نہایت جرأت مندانہ قدم اٹھایا اور ایک رسالہ جاری کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور ان حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا طریق سوچا اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے پاس اس کی اجازت لینے تشریف لے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے ازراہ ہمدردی اس نیک جذبہ کا خیرمقدم کیا اور اس رسالہ کا نام "الفضل" تجویز فرمایا اور ۱۸ جون ۱۹۱۳ء کو الفضل کا پہلا پرچہ شائع ہوا۔

چنانچہ الفضل اور تشحیذ الاذہان وہ رسائل تھے۔ جن میں آپ نے اپنی انشاء پردازی کا آغاز صحافت سے کیا۔ اس میدان میں آپ نے زیادہ تر مضامین و مقالات مذہبی عنوانات پر قلمبند فرمائے یا پھر نیم مذہبی مضامین پر خامہ فرسائی فرمائی۔ آپ کے طرز تحریر اور رائج الوقت اخبارات اور رسائل میں بہت بڑا

زق تھا۔ عام اخبارات سے مختلف آپ کی تحریر میں گھڑت باتیں، مبالغہ، تصنع اور حقیقت سے بُعد سے منزّہ تھی۔ آپ کی تحریر شستہ محققانہ اور سنجیدہ خیالات کی عکاسی کرتی تھی۔ آپ کے مضامین متین اور حقائق سے لبریز ہوتے تھے اور اس طور پر آپ نے فنِ صحافت کی ایک نئی طرح ڈال دی۔ چنانچہ قادیان کے تمام رسائل اسی نہج پر شائع ہونے لگے۔

صحافتی مصروفیتوں سے علیحدہ ہو کر بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تصنیف کتب کو بھی اپنے فرائض میں شامل کر لیا۔ در اصل آپ کا وجود تمام عالم کے لئے موعود حیثیت کا حامل تھا لہذا اس مذہبی رہنما نے جس نے تبلیغ صداقت اپنی زندگی کا اوّل و آخر بنا لیا ہو۔ کس طرح اپنے خیالات کے سیلاب کو بند لگا سکتا ہے۔ یا اپنی اظہار خیالات کی رفتار سست کر سکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اب تک بے شمار تصانیف و رسائل تحریر فرمائے ہیں جو کہ معرفت اور علوم کا سمندر ہیں جس سے تشنگان علوم پیاس بجھاتے ہیں۔ یہ تصانیف خالص مذہبی تحقیقاتی۔ اقتصادی امور پر مشتمل ہیں۔ ہر کتب ہر طبقہ و فکر کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اب تک آپ کی ۱۰۰ مطبوعات علاوہ خطبات جمعہ عیدین و نکاح شائع ہو چکی ہیں۔

شائستگی۔ سادگی تنوع۔ وسعت بہترین اسلوب بیان آپ کی تحریر کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

علم العقائد

انسان کی روحانی زندگی کا تعلق علم العقائد سے ہے۔ صحیح عقائد ہی صحیح اعمال کا موجب بن سکتے ہیں۔ علم العقائد ہستی باری تعالیٰ ملائکۃ اللہ انبیاء علیہم السلام تقدیر الٰہی اور بعث بعد الموت وغیرہ علوم پر مشتمل ہے اور یہ تمام علوم عقل انسانی کے مطالعہ سے باہر ہیں اور ما وراء الطبیعات احساسات کا نچوڑ ہیں۔ ان کا حصول خالصۃً عطاء الٰہی ہے۔ محض عقل کی بناء پر تحقیق کرنے والے اکثر افراد لا دینیت کا شکار ہو گئے اور انہوں نے ہستی باری تعالیٰ کی حقیقت کو نہ پا کر اس کے وجود سے انکار کر دیا۔ سچ ہے۔ ؎

عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیّر الہام نہ ہو

اس علم کا اصل موضوع اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات ہیں موجودہ دنیا نے ایمانیات پر جو اعتراضات کئے ان میں سب سے بڑا مسئلہ ہستی باری تعالیٰ کا انکار ہے چنانچہ ہربرٹ اسپنسر، ڈاکٹر ورتس سمتھ مسٹر لارنس گوم اور مسٹر گرانٹ وین وغیرہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا عقیدہ مسئلہ ارتقا کا مرہون منت ہے اور بھوتوں پریوں وغیرہ اوہام سے ترقی کرتے کرتے انسان ایک بالا ہستی کی طرف راغب ہوا اور اس سے خوف کھانے لگا۔ نتیجۃً اس بالا ہستی کو خدا کہہ کر پکارنا شروع کر دیا۔ اس طور پر گویا وحدانیت کا عقیدہ شرک سے شروع ہوا اور آہستہ آہستہ انسان خدا کے وجود کا قائل ہوا۔ اس کے برخلاف علم النفس کے ماہرین کا یہ خیال ہے کہ چاہے کسی رنگ میں یہ عقیدہ انسانی ذہن میں داخل ہوا ہو لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کبھی اس خیال سے آزاد نہیں ہوا بلکہ لاشعور میں اس کی تڑپ پائی جاتی ہے اور اس کے ماہرین تو یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ آئندہ دنیاوی انقلاب بھی روحانی بنیادوں پر آئے گا۔

ان متضاد خیالات کا کیا حل ہے؟ اور ہستی باری تعالیٰ کی کیا حقیقت ہے؟ یہ وہ سوال تھا۔ جس کا جواب علمی سطح پر درکار تھا۔ چنانچہ اس انسان نے جس کو خدا نے علوم ظاہری اور باطنی سے پر فرمایا تھا اور جس کا نزول خدا نے اپنا نزول قرار دیا تھا نہ صرف اس تضاد کا صحیح حل پیش فرمایا اور ہستی باری تعالیٰ کی حقیقت ظاہر کی۔ بلکہ ہزاروں انسانوں کو عملی طور پر خدا دکھایا اور آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

علم و عمل کے اس مجسمہ نے ان لوگوں کے اس خیال کو جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے تصور کی بنیاد شرک قرار دیتے تھے۔ آپ نے اسکی یوں تردید فرمائی۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"ان لوگوں کے خیال کی بنیاد مسئلہ ارتقاء کے غلط مفہوم پر ہے ان کا یہ خیال کہ دنیا کی ابتداء میں محض آباء یا طبعی مظاہر یا جانوروں وغیرہ کی پرستش ہوتی تھی۔ بالکل باطل ہے اور تاریخ اور عقل سے غلط ثابت ہوتا ہے اصل بات یہ ہے کہ ارتقاء کا تعلق جہاں تک عقل انسانی سے ہے صرف اس حد تک محدود ہے کہ باریک مسائل آہستہ آہستہ دنیا پر کھولے گئے ہیں اور انسانی عقل کی نشوونما کے مطابق انہیں ظاہر کیا گیا ہے۔ اس قدر ارتقاء کا ہر ایک مذہب بھی قائل ہے اور مسیحیت بھی اور اسلام بھی لیکن یہ کہ خدا تعالیٰ کے وجود کا بسیط علم بھی انسان کو ابتداً میں نہیں دیا گیا بالکل غیر معقول ہے بھلا وہ کونسی روک تھی جو ابتدائی انسان کو ایک پیدا کرنے والے کے وجود کو ماننے میں مانع تھی؟ کوئی بھی عقلی وجہ اس کی معلوم نہیں ہوتی پھر ایسے غیر معقول عقیدہ کو کوئی کس طرح تسلیم کر سکتا ہے۔

ان فلسفیوں کا یہ خیال کہ چونکہ غیر مہذب اقوام میں خدا تعالیٰ کے وجود کی بنیاد ہے۔ اس حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے کہ غیر مہذب ہونا ابتدائی ہونے کی علامت نہیں اگر وہ تاریخ کو دیکھتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ مختلف اقوام پر تہذیب کے مختلف دور آتے رہے ہیں اور کسی وقت ایک قوم مہذب اور علوم سے آراستہ تھی تو دوسرے وقت میں وہی قوم غیر مہذب اور علوم سے تہی ہو گئی..... تو اس میں کیا استبعاد ہے کہ توحید کے بعد شرک کے دور آتے رہے ہوں.....

میں موجودہ مذاہب کی مثال پیش کرتا ہوں...... سب سے آخر میں اسلام ظاہر ہوا۔ اس کی تاریخ دیکھو تو وہ مذہب جو ابتداء سے انتہا تک یک خالص توحید پیش کرنے والا مذہب تھا..... جس کے نبی نے...... مرتے وقت اپنی قوم کو ان الفاظ سے ہوشیار کیا کہ خدا لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ کی جگہ بنا لیا۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی البیعۃ) ان کی امت بگڑی تو ان کا کیا حال ہوا۔ قبروں پر سجدے انہوں نے کئے اولیاء کو خدا کی صفات انہوں نے دیں۔ مردوں سے مرادیں انہوں نے مانگیں۔ غرض وہ کونسی مشرکانہ بات تھی جو انہوں نے نہ کی ہوں کیا ان کی حالت دیکھ کر یہ نتیجہ نکالنا جائز ہوگا کہ اسلام کی ابتداء شرک سے ہوئی۔ اور بعد ایک خدا کا خیال پیدا ہوا..... پس انسانی خیالات کے متعلق کسی دور سے یہ قیاس کرنا کہ شرک زوال کا دور پہلے تھا۔ جس سے پہلے کوئی ترقی کا دور نہ تھا ایک ایسا بودا قیاس ہے۔ جو کسی صورت میں بھی درست نہیں

(تفسیر کبیر جلد اوّل جزو اوّل صفحہ ۲۱۶)

اسی طرح ہستی باری تعالیٰ کے علاوہ ملائکۃ اللہ تقدیر الٰہی اور بعث بعد الموت جیسے مشکل ترین موضوعات میں سلطان القلم کے مثیل نے شاندار نہایت بسیط کتب تحریر فرمائیں اور اس طرح علم العقائد کے مشکل ترین مسئلہ کو اپنی ذکاوت اور تدبر سے احسن پیرایہ میں بیان فرمایا۔

یہ چند قطرات ہیں اس بحر بے کنار کے جو علوم ظاہری اور باطنی سے پُر تھا۔ دل تو نہیں چاہتا کہ مضمون ختم کروں لیکن طوالت کے خوف سے ان ہی جواہر پاروں پر اکتفا کرتا ہوں۔

ان کارہائے نمایاں سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جاتی ہے کہ وہ وہ خصوصیات جو اس موعود فرزند کی پیشگوئی میں بیان کی گئی ہیں۔ وہ تمام کی تمام آپ کی ذات میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مقدس وجود کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین درجات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

دماغی امراض

مثلاً مالیخولیا۔ وہم۔ وسواس جنون دیوانگی اور پاگل پن کا جدید طریقہ سے کامیاب علاج۔

جلدی امراض

مثلاً۔ خشک خارش۔ داد چنبل۔ پھلبہری، کوڑھ اور گنج کا کامیاب علاج

دواخانہ حکیم عبد العزیز لکھو کھر منزل مغربی جانب چک چٹھہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کیلئے دے

نوحۂ غم

ایک غیر از جماعت دوست کے قلم سے

راقم امام جماعت احمدیہ سے ایک ملاقات کے دوران ان کے بلند اخلاق سے بہت متاثر ہوا اور ان کی بزرگانہ شخصیت کے ماتحت ان سے ایک دنیوی الجھن کے متعلق طالبِ دعا ہوا۔ ان کی دعا سے وہ عقدہ لاینحل سلجھ گیا۔ ان کی وفات پر اس نظم میں اپنے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔

(نذر حسین اوڈ ڈالیال)

کس لئے وقفِ الم ہے آج ربوہ کی زمیں
ناصبور و محوِ غم ہے آج ربوہ کی زمیں
کس لئے نالہ بدم ہے آج ربوہ کی زمیں
نوحہ خواں باچشمِ نم ہے آج ربوہ کی زمیں

ہیں زبانیں دم بخود اظہار کی طاقت نہیں
حکمِ قدرت سے مگر انکار کی طاقت نہیں

ہے کہاں جو سیرِ روحانی کراتا تھا ہمیں
اور معارف دین و دنیا کے بتاتا تھا ہمیں
بہرِ تالیفِ قلوب اکثر بلاتا تھا ہمیں
نصرتِ اسلام کے نغمے سناتا تھا ہمیں

وادیٔ ارواح میں خود آج محوِ سیر ہے
ہر نشانِ زندگی جس کا نشانِ خیر ہے

تُو نے اے فضلِ عمر ہم کو دیا درسِ حیات
سیفِ حق تیری زباں، تیرا قلم شاخِ نبات
جوئے کوثر ہر سخن، سلکِ دُرر ہر ایک بات
تھی سراپا تیری ہستی پیکرِ عزم و ثبات

فیضِ صحبت سے تری کھلتے تھے اسرارِ نہاں
تھی گریزاں تیرے دم سے جہل کی تاریکیاں

جب تلک ہوگی صدا تہلیل اور تکبیر کی
جب تلک محتاج ہوگی ہر دعا تاثیر کی
جب تلک سنت ادا ہوگی یہاں شبیر کی
اور محوِ سجدہ پیشانی جوان و پیر کی

کارنامے تیرے پائندہ رہیں گے دہر میں
تیرے فرمودات بھی زندہ رہیں گے دہر میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ

کی وفات سے متاثر ہو کر

انا للہ چل بسے ہیں حضرتِ فضلِ عمر
نائبِ حضرت مسیح و خادمِ خیر البشر

پسرِ موعود مسیحِ پاک وہ ثانی بشیر
جس کو حق نے حسن و احساں میں بنایا تھا نظیر

چل بسا فرزندِ دلبند اور گرامی ارجمند
جس کے عزم و حوصلہ کی تھی ستاروں پہ کمند

رشک کرتے تھے فلک جس پر وہ مردِ خوش نصیب
قوم کی آنکھوں کا تارا اور مولا کا حبیب

ملتِ بیضا کی عظمت کا جو تھا بطلِ جلیل
بے سہاروں کا سہارا بے نواؤں کا کفیل

فتح و نصرت نے سدا چُوما کئے جس کے قدم
جس کو پہنچا کرتی تھی یوں عون و نصرت دمبدم

عمر بھر جو کفر کی یلغار سے لڑتا رہا
بے نیازِ بیش و کم ہو کر بھی جو بڑھتا رہا

جس نے قرآں کے خزانوں کو بکھیرا ہر طرف
ظلمتیں چھٹتی گئیں دیکھا سویرا ہر طرف

جس کی تقریروں سے لرزہ کفر کے ایوان میں
جس کی تحریریں نہیں رکھتی ہیں ثانی شان میں

جو رضائے حق کے گویا عطر سے ممسوح تھا
وہ بسوئے نقطۂ خود۔ مرکزی مرفوع تھا

وہ جیا جب تک جیا اسلام کی خاطر جیا
اس نے تن من دھن سبھی کچھ حق پہ قرباں کر دیا

اس کی فرقت میں فقط آنسو شریکِ غم نہیں
ارضِ ربوہ رو رہی ہے خود اکیلے ہم نہیں

عہد کرتے ہیں ترے بالیں پہ تیرے سوگوار
تیری روحِ پاک پر مولےٰ کی رحمت بے شمار

ہر طرف پھیلائیں گے اسلام کی جھنکار کو
کُند کر کے توڑ دیں گے کفر کی تلوار کو

یاد رکھیں گے ابد ہم تیرے ہر پیغام کو
اور غذا سمجھیں گے اپنی خدمتِ اسلام کو

(شیخ عبدالرحمٰن)

اے حضرتِ ناصر، ناصرِ دیں، اللہ ترا غمخوار رہے

عرفانِ الٰہی کی مے سے سرمست رہے سرشار رہے
اس ہشیاروں کی دُنیا میں ہشیاروں سے ہشیار رہے
بیداری تو بیداری ہے تُو نیند میں بھی بیدار رہے
ہر ایک کس و ناکس کی تو دلداری پر تیار رہے
اے حضرتِ ناصر، ناصرِ دیں، اللہ ترا غمخوار رہے

ہر بات تری ہو درسِ وفا، ہو نام ترا پیغامِ عمل
تُو سب کا سہارا بن کے رہے گرتے ہوئے جائیں تجھ سے سنبھل
دل تجھ سے سکوں پا جائیں گے، قانونِ خداوندی ہے اٹل
تُو نقشِ جمالِ طور بنے، آئینۂ حُسنِ یار رہے
اے حضرتِ ناصر، ناصرِ دیں، اللہ ترا غمخوار رہے

یہ گردشِ صبح و شام ہے کیا، رندوں کو اس سے کام ہے کیا
میخوار جو تیری محفل میں پیتے ہیں اس کا نام ہے کیا
جو اہلِ نظر کو ملتا ہے مجھ کو بھی دکھا وہ جام ہے کیا
کم نوش ہوں میں کم نوش سہی، مجھ پر نگہِ ہشیار رہے
اے حضرتِ ناصر، ناصرِ دیں، اللہ ترا غمخوار رہے

ہر ملک میں ہر اک خطے میں پیغامِ محمدؐ لے جائیں
خدام ترے ہر کونے میں اسلام کے جھنڈے لہرائیں
انوارِ حقیقت کی ضَو سے باطل کے بَیرو شرمائیں
توحید کی خاطر جاری یہ ہنگامۂ گیر و دار رہے
اے حضرتِ ناصر، ناصرِ دیں، اللہ ترا غمخوار رہے

ہر دل میں فروزاں ہوں شمعیں ایمان بھرے نظّاروں کی
اخلاص کے چہرے پر ہر دم جھلکے رونق گلزاروں کی
جلووں سے بو جھل نظروں میں تصویر ہو چاند ستاروں کی
ہو قافلۂ ایثار و وفا اور تُو اُس کا سالار رہے
اے حضرتِ ناصر، ناصرِ دیں، اللہ ترا غمخوار رہے

باطل کے مقابل پر تیرے پیغامِ رساں یوں ڈٹ جائیں
انوار کی بارش ہو جائے ظلمات کے بادل چھٹ جائیں
بے کیف اندھیروں کے پردے امیدِ سحر سے پھٹ جائیں
قرآن کی راہ نمائی میں تو نیکی کا معیار رہے
اے حضرتِ ناصر، ناصرِ دیں، اللہ ترا غمخوار رہے

وہ قلب و نظر کس کام کے ہیں جو وقفِ نگاہِ یار نہیں
اُس روح کو ہم کیوں روح کہیں جو عشق سے نغمہ بار نہیں
سب کچھ ہی میسّر ہے مجھ کو بس اَور تو کچھ درکار نہیں
دربارِ خلافت میں ہر دم یہ شاعرِ خوش گفتار رہے
اے حضرتِ ناصر، ناصرِ دیں، اللہ ترا غمخوار رہے

ثاقب زیروی

عہدِ اطاعت

بحضور سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ

ہے عہدِ خُدا اہتمامِ خلافت
ہے بعد از نبوت مقامِ خلافت
علاجِ پریشانیٔ بزمِ ہستی
اگر ہے تو وہ ہے نظامِ خلافت

غموں کے اندھیرے میں ہم کو ڈبو کر
چھُپا جب وہ ماہِ تمامِ خلافت
تو دُنیا یہ سمجھی کہ شاید ہو مشکل
قیامِ خلافت، دوامِ خلافت

مگر میرے آقا! خدا کا کرم ہے
ترے ہاتھ آئی زمامِ خلافت
سکینت ملی پھر سے ٹوٹے دلوں کو
ازل سے ہے جو فیضِ عامِ خلافت

یہ لطفِ محبت سرورِ اطاعت
ہے وابستۂ احترامِ خلافت
ظفرؔ باپ دادا کے نقشِ قدم پر
رہا ہے، رہے گا غلامِ خلافت

راجہ نذیر احمد ظفرؔ

وقفِ زندگی کا صحیح مفہوم اور اُسکی اہمیت

"وقف کرو اپنے اموال کو وقف کرو اپنے نفوس کو وقف کرو اپنی اولادوں کو۔ خدا اور اس کے دین کے لئے کہ اس میں تمہاری بقا ہے۔ تمہارے خاندانوں کی بقا اور تمہاری اولادوں کی بقا ہے۔ یہ تمہارا فرض ہے۔ ایسا فرض جس کے متعلق قیامت کے روز تم سے سوال کیا جائے گا۔"

(المصلح الموعودؓ)

(مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم اے۔ ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ)

اسلام کا مفہوم

اسلام نام ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کر دینے کا۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے

بلیٰ من اسلم وجہہ للّٰہ۔

کہ رضائے الٰہی کی جنت میں وہی داخل ہوں گے اور وہی اپنی زندگیوں کے مقصد کو پائیں گے جو اپنے نفوس کو کلیۃً اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں گے۔ اس طرح کہ وہ اپنے جان و مال، عزت و ناموس اولاد اور املاک کی بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی اگر خدا کی رضا حاصل کرنی پڑے تو کریں گے اور اپنی گردنوں کو خدا کی چھری کے نیچے ایسے رکھ دیں گے جیسے قصاب کی چھری کے نیچے بکرے کی گردن رکھ دی جاتی ہے۔ دوسری جگہ اس مفہوم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ امی وابی) کی مثال دے کر یوں بیان کیا کہ آپ کی نمازیں اور آپ کی قربانیاں آپ کا زندہ رہنا اور آپ کا مرنا سب کچھ خدا ہی کے لئے تھا۔ چنانچہ فرمایا۔

قل ان صلوتی ونسکی
ومحیای ومماتی للّٰہ
رب العلمین۔

اس مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کے بندے کون ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو خدا تعالیٰ نے انہیں دی ہے اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اسکی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی گرد و غبار اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تاکہ وہ حیاتِ طیبہ کا وارث ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ اس للّٰہی وقف کی طرف ایما کر کے فرماتا ہے۔

من اسلم وجہہ للّٰہ
وھو محسن فلہ اجرہ
عند ربہ ولا خوف
علیھم ولا ھم
یحزنون۔

اس جگہ اسلم وجہہ للّٰہ کے معنے یہی ہیں کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان، مال، آبرو۔ غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے اور دنیا اور اسکی ساری چیزیں اس کی خادم بنا دے۔"

غرض اسلام کا مفہوم ہی اللہ تعالیٰ کے لئے وقفِ زندگی کو چاہتا ہے۔ ایک حقیقی مسلمان خدا کا واقفِ زندگی ہوتا ہے اور خدا کا واقفِ زندگی ہی درحقیقت حقیقی مسلمان ہوتا ہے

تین قسم کا وقف

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کی زندگی تین رنگ سے اللہ تعالیٰ کے لئے وقف ہوتی ہے۔

چنانچہ پہلے رنگ کا وقف جس کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمان خدا تعالیٰ کے احکامات کے جوئے کو کامل رضا اور انشراحِ صدر کے ساتھ اپنی گردن پر ڈالنے کے لئے تیار ہو جائے اور ہر وقت اس بات کے لئے کوشاں رہے کہ اس کا ہر قول، اس کا ہر فعل اس کی ہر سکر محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائے چنانچہ فرمایا

ومن الناس من یشتری
نفسہ ابتغاء مرضات
اللّٰہ واللّٰہ رءوف بالعباد

یعنی انسانوں میں سے وہ اعلیٰ درجہ کے انسان ہیں جو خدا کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں۔ وہ اپنی جان بیچتے ہیں۔ اور خدا کی مرضی کو حاصل کر لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمت ہے۔

پھر اسی مفہوم کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے کہ۔

بلیٰ من اسلم وجہہ للّٰہ

اس قسم کی دیگر بھی بیسیوں آیات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ بہرحال پہلی قسم کا وقف جس کا اسلام مطالبہ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو تمام قویٰ اور اعضاء اور جو کچھ اپنا ہے خدا تعالیٰ کو سونپ دینا چاہیئے۔ اور اسی کی راہ میں وقف کر دینا چاہیئے۔ یہاں تک کہ بلاشبہ ایک قسم کی موت اس پر طاری ہو جائے۔

اسی وقف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہل اسلام سے حقیقی طور پر ملقب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود معہ اس کی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدا نہ کر دیوے۔ اور اپنی انانیت سے مع اس کے جمیع لوازم کے ہاتھ اٹھا کر اسی کی راہ میں رنگین ہو جاوے"

نیز فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا جو حقیقتِ اسلام ہے دو قسم پر ہے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرایا جاوے اور اسکی عبادت اور محبت اور خوف اور رجا میں کوئی دوسرا شریک باقی نہ رہے، اور اس کی تقدیس اور تسبیح اور عبادت اور تمام عبودیت کے آداب اور احکام اور اوامر اور حدود اور آسمانی قضا و قدر کے امور بدل و جان قبول کئے جائیں، اور نہایت نیستی اور تذلل سے ان سب حکموں اور حدوں اور قانونوں اور تقدیروں کو بارادتِ تام سر پر اٹھا لیا جاوے اور نیز وہ تمام پاک صداقتیں اور پاک معارف جو اسکی وسیع قدرتوں کی معرفت کا ذریعہ اور اس کی ملکوت اور سلطنت کے علو مرتبہ کو معلوم کرنے کے لئے ایک واسطہ اور اس کی آلاء اور نعماء کے پہچاننے کے لئے ایک قوی رہبر ہیں بخوبی معلوم کر لی جائیں"

دوسرے رنگ کا وقف

دوسری قسم کا وقف جس کا اسلام مطالبہ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرنے کے علاوہ انسان خدا تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت میں اپنی زندگی لگا دے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

ان اللّٰہ یأمر بالعدل
والاحسان وایتاء
ذی القربیٰ۔

یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتا ہے کہ باہمی تعلقات کے معاملے میں عدل و انصاف سے کام لیا جائے۔ اور اس سے بڑھ کر احسان سے کام لیا جائے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ تمام بنی نوع انسان سے اس طریق سے حسن سلوک کیا جائے اور ایسے رنگ میں ان کی خدمت کی جائے جس طرح اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے حسن سلوک اور ان کی خدمت کی جاتی ہے نیز فرمایا:۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ

یعنی ایسے مسلمان گھرانوں پر خدا کا فضل نازل ہوتا ہے جن میں رہنے والوں کو دنیا کے دھندے دو باتوں سے غافل نہیں کرتے اوّل اللہ تعالیٰ کے ذکر۔ اس کی تسبیح اور اس کی عبادت سے اور دوم زکوٰۃ کے ادا کرنے سے اس دوسری بات میں اس طرف اشارہ کیا کہ حقوق العباد کا خیال رکھنے میں بھی وہ اسی ایثار، تدبر اور ایثار سے کام لیتے ہیں جس سے وہ حقوق اللہ کا خیال رکھتے ہیں اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں۔

"دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جاوے۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دکھ اٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کر لیں۔"

تیسرے رنگ کا وقف

تیسرے رنگ کا وقف جس کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان دین کی اشاعت اس کے استحکام اور اس کی ترقی کے لئے اپنے نفوس اور اپنے اموال وقف کریں۔ عام حالات میں مسلمان کو اس بات سے منع نہیں کیا گیا کہ وہ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھائے جو دنیوی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں لیکن اس پر یہ بات فرض کر دی گئی ہے کہ جس طرح عام حالات میں وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنی طاقت اور قوت کے مطابق حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اسی طرح اس پر لازم ہے کہ جب دین کو اور مسلمانوں کو ان کی حفاظت اور ترقی کے لئے اس کی ضرورت ہو تو وہ اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کر دے۔ اسلام کے مفاد کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے اور جس طرح اس نے عام حالات میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ناجائز باتوں کو ترک کیا تھا اب جائز باتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کے استحکام کے لئے ترک کر دے۔ اس وقف کا پہلی دو قسموں کے وقف سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرے گا وہ ضرور لازماً اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے دین کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہو گا وہ مجبور ہو گا اپنے اخلاص، اپنی محبت اپنے ایمان کے ثبوت کے طور پر قربانی پیش کر دے۔ اور خدا کے مشن کو دنیا میں کامیاب کر دے گا۔ ایسے ہی شخص کو جو رضاء الٰہی کی راہ پر چلنے والا ہو خدا کے دین کی مدد کے لئے بلایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ صرف ایسے شخص کا ہی اخلاص اور صدق دین کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ یہ تیسری قسم کا وقف دراصل معراج ہے اس قربانی کا جو انسان اللہ کی راہ میں دیتا ہے۔ کیونکہ اس وقف کے بعد وہ محض اللہ تعالیٰ کے دین کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ایسی باتوں کو بھی ترک کر دیتا ہے جو اس کے لئے جائز تھیں۔ وہ خدا کے دین کے لئے اپنے تعلقات کو قربان کرتا ہے۔ اپنے جذبات کو قربان کرتا ہے۔ اپنی آسائشوں کو قربان کرتا ہے۔ اپنی خواہشوں کو قربان کرتا ہے۔ اپنے رشتے داروں کو قربان کرتا ہے۔ اپنے بیوی بچوں اور ماں باپ کو قربان کرتا ہے اپنے اوقات اپنی املاک کو قربان کرتا اپنی عزت کو قربان کرتا ہے اپنی جان کو قربان کرتا ہے۔ یہی وہ قربانی تھی جو آدم سے لے کر اب تک تمام انبیاء نے دی اور ان کے علاوہ بے شمار صلحاء اور برگزیدہ انسانوں نے دی اور

قرآن کریم میں وقف کا ذکر

یہی وہ قربانی ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یوں فرماتا ہے

یا ایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنٰت تجری من تحتھا الانھار ومساکن طیبۃ فی جنٰت عدن۔ ذالک الفوز العظیم واخریٰ تحبونھا نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المومنین۔ یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ۔

"اے مومنو کیا میں تمہیں ایسی تجارت کی خبر دوں جو تم کو دردناک عذاب سے بچائے گی۔ وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو اور اگر تم جانو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے تمہارے ایسا کرنے پر وہ تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا اور تم کو ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں کے پاک مکانوں میں تم کو رکھے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے جو وہ تم کو دے گا۔ اس کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے۔ جس کو تم بہت چاہتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی تائید ہے اور ایک جلدی حاصل ہونے والی فتح ہے اور مومنوں کو بشارت دے کہ ان کو ایک جلدی حاصل ہونے والی فتح ملے گی۔ اے مومنو تم اللہ یعنی اس کے دین کے مددگار بن جاؤ جیسے کہ عیسیٰ ابن مریم نے جب حواریوں سے کہا کہ خدا کے قریب کر دینے والے کاموں میں میری مدد کون کرے گا تو وہ بولے کہ ہم اللہ کے دین کی مدد کریں گے۔

پھر فرمایا:۔

لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجاھدین باموالھم وانفسھم علی القاعدین درجۃ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ وفضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجراً عظیماً درجٰت منہ ومغفرۃ ورحمۃ وکان اللہ غفوراً رحیماً۔

یعنی مومنوں میں ایسے بیٹھے رہنے والے جو معذور نہیں ہیں اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ذریعہ جہاد کرنے والوں کو پیچھے بیٹھے رہنے والوں پر درجہ میں فضیلت دی ہے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو پیچھے بیٹھے رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کا وعدہ کر کے ضرور فضیلت دی ہے۔

غرض نفوس اور مال کی قربانی جس کا دوسرا نام جہاد فی سبیل اللہ بھی ہے وہ تیسرے قسم کا وقف ہے جس کا مطالبہ اللہ تعالیٰ ایک حقیقی مسلمان سے کرتا ہے اور اس وقف کی نوعیت دین کی اغراض کی نوعیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ جب دین کے خلاف تلوار اٹھائی جاتی ہے تو مسلمان کو حکم ہوتا ہے کہ وہ دین کو قائم کرنے کے لئے تلوار اٹھائے اور اس راہ میں اپنی جان کی قربانی دے دے۔ جب دین کے خلاف اموال خرچ کئے جاتے ہیں تو مسلمان کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے اموال کو دین کے استحکام اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وقف کرے۔ جب دین کے خلاف قلم اٹھائی جاتی ہے۔ تو مسلمان کو حکم ہوتا ہے کہ وہ دشمن کا مقابلہ قلم سے کرے جب اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ کے لئے مبلغین تیار کئے جائیں

امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت دین بھی۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سائیکل ٹرائیسکل اور بچہ گاڑیاں مضبوط خوبصورت اور ارزاں ملنے کا پتہ محبوب عالم اینڈ سنز نیلا گنبد لاہور
راجپوت سائیکل ورکس

اور قرآن و احادیث کی اشاعت کی جائے تو مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ مبلغین اور معلمین کی صورت میں تمام اکنافِ عالم میں پھیل جائیں اور جب تک دنیا میں اسلام نہ پھیل جائے، اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا میں بلند نہ ہو جائے ہر وقت مبلغین تیار ہوتے رہیں اور اسلام کی تبلیغ اور تعلیم کا کام جاری رہے۔ چنانچہ فرمایا:-

ولتکن منکم امۃ
یدعون الی الخیر و
یامرون بالمعروف
وینھون عن المنکر
واولٰئک ھم المفلحون۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان

اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے جس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کا مطالبہ کیا ہے اس کے متعلق حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام ہے اور ربِّ جلیل کا کلام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی اور یہود دیاں سے سخت لڑائی ہوگی (یعنی یہود صفت لوگوں سے) سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے۔ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے

جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو اسی غرض کے لئے قائم کیا کہ وہ حقیقی مسلمان بنیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے احیاء کے لئے جو مطالبہ پیش کیا گیا ہے اس پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں اور ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔

اور ہم نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے بنی ہوئی جماعت یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گروہ نے انتہائی صدق اور اخلاص کے ساتھ اپنی گردنوں کو خدا کی چھری کے نیچے رکھ دیا اور اسلام کے احیاء کے لئے اس طرح کوشاں ہو گئے کہ فی الحقیقت اپنے نفوس پر ایک موت سی وارد کر لی۔ پھر ابتدائی تابعین کا گروہ آیا اور انہوں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے بڑے خلوص اور قربانی کا نمونہ دکھایا۔

حضرت مصلح موعود کی جاری فرمودہ تحریک وقف

لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ آنے والی نسلوں کا رجحان دنیا کی طرف بڑھتا گیا اور دوسری طرف دین کی ضروریات بھی بڑھتی گئیں تب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ جس وقف کی تحریک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھی اور جس پر لبیک کہتے ہوئے ہزارہا مخلصین نے اپنے نفوس اور اموال کو اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کر دیا تھا اسی رنگ میں پھر وقف کی تحریک کی جائے اور پھر دوبارہ اسی ایمان اسی جذبہ اسی اخلاص اور انہی قربانیوں کے نمونہ کو دنیا میں قائم کیا جائے جس کا قیام آج سے چودہ سو سال قبل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے ہوا اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ نظامِ وقف کو اس طرح قائم کر دیا کہ خلافتِ احمدیہ کی سرپرستی میں اسلام کی خاطر قربانیاں کرنیوالے لوگ قیامت تک پیدا ہوتے رہیں اور کسی مقام پر بھی اشاعتِ اسلام کا کام نہ رکنے پائے۔ اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے تحریکِ جدید قائم کی گئی اور اسی غرض

سے وقفِ جدید کی بنیاد حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے رکھی گئی۔ میرے نزدیک کوئی بھی احمدی ایسا نہیں ہو سکتا جو احمدیت کی حقیقت کو سمجھتا ہو اور اس کے ذہن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کا صحیح تصور بھی پایا جاتا ہو اور پھر وہ وقف کی حقیقت سے انکار کرتا ہو۔ تاہم اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جس ذوق و شوق سے ہم دنیا کے فوائد حاصل کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں اس ذوق و شوق سے ہم دین کی خدمت کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ جماعت کو جس قدر واقفین کی ضرورت ہے وہ ہم پوری کر رہے ہیں؟ کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ ہماری توجہ اب دنیا کی طرف زیادہ اور خدمتِ دین کی طرف کم ہو گئی ہے؟ اگر نہیں تو پھر ایسا کیوں ہے؟ کیا وقت نہیں آگیا کہ ہم میں سے ہر شخص جو کچھ بھی دین کے لئے درد رکھتا ہے وہ سوچے اور غور کرے کہ کیا اگر ہم نے دین کی ضرورت کو پورا نہ کیا تو پھر اور کون کرے گا؟

وقف کی اہمیت

میں سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں کی تربیت میں کسی کمی کی وجہ سے ہم وقف کی اہمیت انکے ذہنوں میں نہیں بٹھا سکے ہم ان کے ذہنوں میں یہ بات واضح نہیں کر سکے کہ وقفِ زندگی کو انفرادی نقطۂ نظر سے بھی اہمیت حاصل ہے اور اجتماعی نقطۂ نظر سے بھی۔ اگر ایک نوجوان کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ وقفِ زندگی میں اس کا اپنا ذاتی مفاد ہے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ کسی اور طرف چلا جائے اور اگر اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ جماعتی مفاد بھی اسی میں ہے کہ وہ اپنی زندگی وقف کر دے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ ایسا نہ کرے۔ بے شک "وقفِ زندگی" ایک قربانی ہے اور بہت بڑی قربانی۔ لیکن زندگی میں قربانی تو بہر حال کرنی پڑتی ہے۔ انسان کی زندگی کا کوئی بھی مقصد کیوں نہ ہو اسکے حصول کے لئے اس کو بہر حال قربانی کرنی پڑے گی۔ اصل سوال یہ نہیں کہ کوئی شخص قربانی کرتا ہے یا نہیں کرتا بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ وہ کیا مقصد ہے جس کے لئے وہ قربانی کرتا ہے۔ کیا وہ بڑے مقصد کے لئے قربانی کرتا ہے یا چھوٹے مقصد کے لئے؟ کیا وہ ایسے مقصد کے لئے قربانی کرتا ہے جس کا حصول صرف اس کی ذات کے لئے فائدہ مند ہے یا ایسے مقصد کے لئے جس کا حصول اس کی ذات کے علاوہ اس کی قوم

شاہد کلاتھ ہاؤس
غلہ منڈی ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah
موسمِ سرما کے لئے خاص الخاص
پیش کش
گرم شالیں - چادریں - کمبل - بنارسی ساڑھیاں
بروکیڈ اور خوشنما ڈیزائنوں میں مردانہ اور زنانہ
سوٹنگ کیلئے آپ اپنی ہی دکان پر تشریف لائیں

اس کے ملک اور بنی نوع انسان کے لئے فائدہ مند ہے کیا وہ رذیل مقصد کے لئے قربانی کرتا ہے یا اعلےٰ مقصد کے لئے۔ کیا ایسے مقصد کے لئے قربانی کرتا ہے جس کا حصول عارضی طور پر فائدہ مند ہے یا ایسے مقصد کے لئے جس کا حصول دائمی طور پر فائدہ مند ہے۔

بنیادی طور پر ہر انسان ایک ہی محرک کی وجہ سے کام کرتا ہے۔ یعنی اپنے ذاتی مفاد کی وجہ سے۔ جس چیز میں اس کو اپنی ذات کے لئے فائدہ نظر آتا ہے وہ کرتا ہے اور جس چیز میں اس کا نقصان ہو وہ نہیں کرتا۔ جبلی سطح پر یہی ایک محرک ہے۔ قربانی کا سوال شعوری سطح پر پیدا ہوتا ہے۔ دنیا میں انسان کبھی اپنی عزت قائم کرنے کے لئے کام کرتا ہے کبھی مالی فائدہ حاصل کرنے کے لئے کام کرتا ہے کبھی اپنے مقام اور پوزیشن کو قائم کرنے کے لئے کام کرتا ہے۔ کبھی اپنی محبت اور تعلقات کی حفاظت کے لئے کام کرتا ہے۔ اگر کوئی انسان دنیا میں اپنی عزت کھو دے یا اپنا مال کھو دے یا اپنا مقام کھو دے یا اپنے محبوب وجود کو کھو دے تو وہ انتہائی ذہنی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کو انتہائی کرب اور بیقراری لاحق ہو جاتی ہے۔ گویا وہ ایک دردناک عذاب میں مبتلا ہو گیا ہے۔ یہی بیقراری اور کرب ہے جس سے نجات دینے کا وعدہ ان الفاظ میں قرآن میں کیا گیا ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا
ھل ادلکم علیٰ تجارۃٍ
تنجیکم من عذاب الیم
تؤمنون باللّٰہ ورسولہٖ
وتجاھدون فی سبیل اللّٰہ
باموالکم وانفسکم۔

عذاب الیم سے چھٹکارا حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنے نفوس اور اپنے اموال کی قربانی پیش کرے۔ یہ ایک ایسا سودا ہے جس میں نفع ہی نفع ہے نقصان کوئی نہیں۔ دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خدا کی راہ میں قربانیاں کرنے والے بھوکے مر جائیں یا ذلیل ہو جائیں۔ خدا خود ان کی ضروریات کا کفیل ہوتا ان کی عزت کو دنیا میں قائم کرتا اور ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اور چونکہ ان کے ذریعہ سے دنیا میں نیکی کا قیام ہوتا ہے اس لئے قیامت تک ان کا نام دنیا میں زندہ رہتا ہے اور پھر ان کو اپنے مولیٰ کے قرب میں ایک دائمی زندگی عطا ہوتی ہے وہ کبھی نہیں مرتے وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں وہ کبھی نہیں ذلیل ہوتے بلکہ جب ذلیل سے ذلیل اور حقیر سے حقیر انسان بھی ان کے ساتھ وابستہ ہوتا تو عزت پا جاتا ہے۔ وہ کبھی محتاج نہیں ہوتے بلکہ دنیا کو جس قدر مادی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ انہی کی برکت سے ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

" غرض یہ ہے کہ انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ میں نے اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کر دی ہے اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی ہے مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ کی طرف نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو کہ خسارہ کا سودا نہیں بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ فلہٗ اجرہٗ عند ربہٖ ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔ مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جب ایک

ھمدرد ولنسوال (جوشاندہ) اسقاط حمل اور بچوں کا پیدا ہو کر فوت ہو جانا کا مفید علاج
قیمت مکمل کورس -/۲۰ روپے
دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

رجسٹر حسابات متعلقہ تمام کاروبار
دیگر
- روڈ ٹرانسپورٹ - ایکسائز - کاٹن فیکٹری - رجسٹرڈ فیکٹری
کے متعلق تمام رجسٹر
بمطابق گورنمنٹ آرڈیننس سٹاک میں موجود ہیں
ہم سے منگوائیے
ٹیلیفون نمبر ۳۰۸۷ لائن پریس ہسپتال روڈ لاہور ٹیلیفون نمبر ۳۰۸۷
- دیدہ زیب طباعت - نفاست - عمدگی
یہ خصوصیات آپ کو ہمارے تیار کردہ سامان میں ملیں گی جو ہمارے سالہا سال کے تجربہ کی آئینہ دار ہیں

انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم وغموم اور کرب وافکار سے خواستگار نجات ہے۔ پھر کیا عجب ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے اور اس پر توجہ ہی نہ کرے کیا الٰہی وقف کا نسخہ تیرہ سو برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا۔ کیا صحابہ کرامؓ اس وقف کی وجہ سے حیاتِ طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھیرے۔ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں ورنہ اگر ایک کرشمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے تو بے انتہا و تمناؤں کے ساتھ اس میدان میں آئیں۔

میں خود جو اس راہ کا پکا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس ...... لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مرکے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس میں چونکہ خود تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رُک نہیں سکتا اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیبہ یا ابدی زندگی کا طلب گار ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی اور میری موت میری قربانیاں۔ میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیم کی طرح اس کی روح بول اٹھے اسلمت لرب العلمین جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا۔ خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔“

نہایت اہم اور وسیع کام

کیا وہ مقصد جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا بغیر اس بات کے پورا ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قوت اور استعداد دی ہے وہ اپنی زندگی کو خدا کے دین کے لئے وقف کر دے۔ ہمارے سامنے کس قدر وسیع کام رکھا گیا ہے۔ ہم نے تمام دنیا کو اسلام کے آغوش میں لانا ہے۔ ہم نے لوگوں کے دلوں سے دہریت۔ عیسائیت اور دیگر باطل عقائد کے زنگ دھونے اور ان کو اسلام کی طرف دعوت دینی ہے۔ ہم نے انہیں اسلام کی تعلیم دینی ہے پھر ان کی تربیت کرنا ہے۔ اگر ہم دس ہزار آدمیوں پر بھی ایک مبلغ تیار کریں تو ہمیں چھ لاکھ مبلغین کی ضرورت ہے۔ پھر ان مبلغین کو تیار کرنے کے لئے ہزاروں اداروں اور معلمین کی ضرورت ہے۔ ہمیں سینکڑوں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو مختلف زبانوں کے ماہر ہوں تاکہ وہ قرآن کریم اور سلسلہ کی کتب کے تراجم کر سکیں اور ان کی مدد کے لئے بڑی بڑی لائبریریوں اور Acadamies کی ضرورت ہے۔ ہمیں مختلف ممالک میں ہزار ہا مساجد بنانے اور سینکڑوں تبلیغی

زد جامِ عشق طاقت پیدا کرنیوالی مفید و مجرب دوائی۔ قیمت مکمل کورس -/۲۰ روپے دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ

گورنمنٹ سے منظور شدہ
لائسنس نمبر ۴۳/۶۲
ٹیلیفون نمبر ۵۶۵۳

میسرز محمد اسماعیل اینڈ سنز

موٹر باڈی بلڈنگ کنٹریکٹرز

۱۱۶۔ ڈلہوزی روڈ۔ راولپنڈی کینٹ

بہترین اسٹیل بس باڈی۔ عام بسیں۔ اسٹیشن ویگن۔ ٹرک باڈی بنانیوالا ادارہ

مرکز کھولنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں سینکڑوں کی تعداد میں اپنے سکول اور کالج اور یونیورسٹیز کھولنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے بچے ہمارے اپنے ماحول میں تربیت حاصل کر سکیں اور بے شمار وسیع حدود ہیں جن میں ہم نے اپنے کاموں کو پھیلانا ہے۔

موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریاں

اب جبکہ ہمارا پیارا امام ہمیں چھوڑ کر اپنے مولیٰ کے پاس چلا گیا۔ اور سینکڑوں مخلص واقفین بھی اِس دنیا سے گزر گئے ہماری ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی نصیحت

چنانچہ مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:-

"پس اب بھی سنبھلو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار لوگ اب بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔۔۔۔ پھر میرے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں کہ میری عمر کتنی ہوگی۔ پس یہ بڑے خطرات کے دن ہیں اس لئے سنبھلو۔ اپنے نفوس سے دنیا کی محبتوں کو سرد کرو اور دین کی خدمت کے لئے آگے آؤ اور ان لوگوں کے علوم کے وارث بنو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پائی۔ تا تم آئندہ نسلوں کو سنبھال سکو۔ تم لوگ تھوڑے تھے اور تمہارے لئے تھوڑے مدرس کافی تھے مگر آئندہ آنے والی نسلوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور ان کے لئے بہت زیادہ مدرس درکار ہیں۔ پس اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کرو اور یہ نہ دیکھو کہ اس کے عوض تمہیں کیا ملتا ہے۔ جو شخص یہ دیکھتا ہے کہ اُسے کتنے پیسے ملتے ہیں وہ کبھی خدا تعالیٰ کی نصرت حاصل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اسی کو ملتی ہے جو اسی کا نام لے کر سمندر میں کود پڑتا ہے چاہے موتی اسکے ہاتھ میں آجائیں اور چاہے وہ مچھلیوں کی غذا بن جائے"

اسلام کی ترقی اور اشاعت کے وعدے جو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دئے وہ بہرحال پورے ہوں گے اگر ہمارے ذریعہ سے نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کسی اور جماعت کے ذریعہ سے ان کو پورا کردے گا لیکن پورے وہ بہرحال ہوں گے۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ وہ وعدے ہمارے ہاتھ سے پورے ہوں تو ہمیں اس کے لئے قربانیاں دینی پڑیں گی اور بہت بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑیں گی۔ محض چندے دے کر سمجھ لینا کہ ہم نے اپنی قربانی کا حق ادا کر دیا غلط ہے۔ چندے بھی ضروری ہیں اور بہت ضروری ہیں لیکن جان کی قربانی دینا بھی نہایت ضروری ہے۔ جس طرح چندوں میں سستی ہمیں خدا کی ناراضگی کا مورد بنا سکتی ہے۔ نفوس کی قربانی میں سستی بھی خدا کے غضب کا مورد بنا سکتی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"آخر تم کیا سمجھتے ہو کہ دین کی خدمت کا کام کس نے کرنا ہے آمدنی کا سولہواں حصہ دے کر یا دسواں حصہ دے کر یا پانچواں حصہ دے کر یہ سمجھتے ہو کہ تم نے دین کی خدمت کر لی تو یہ غلط خیال ہے۔ دین کے لئے تمہیں یہ چیز بھی دینی ہوگی اور اپنی جانیں بھی دینی ہوں گی اور جانیں دینے کا بہترین طریق یہ ہے کہ اپنی اولادوں کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرو۔ کیا یہ خدا سے مذاق نہیں کہ تم اس کے دین میں داخل ہو کر پھر دین کی خدمت سے جی چراتے ہو اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہو کیا تم خدا سے مذاق کر کے اسکے عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہو۔۔۔۔ اگر تم دین کے لئے اپنی اولادیں دینے کے لئے تیار نہیں ہوگے تو خدا تعالیٰ تمہاری اولادیں شیطانوں کو دے دے گا۔ یاد رکھو دنیا میں کسی کی اولاد اس کے پاس نہیں رہتی اگر تمہاری اولاد خدا کی ہو کر نہیں رہے گی تو وہ شیطان کی ہو جائیگی اگر تمہاری اولاد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رستہ میں اپنی جانیں نہیں دے گی تو وہ

ہر قسم کا کاغذ اور گتہ
بازار سے رعائتی نرخوں پر خریدنے کے لئے
پیپر کارنر گنپت روڈ لاہور
پر
تشریف لاویں
فون نمبر دکان ۶۲۵۲۳ گھر ملک عبداللطیف ستکوہی ۶۲۵۱۶ گھر ملک محمد حنیف ۶۲۵۱۸

فون نمبر ۶۰۲۰۹
لاہور میں آپکا اپنا واحد اور جدید پریس
سن آرٹ پرنٹرز
سادہ و رنگین چھپوائی
کا
بہترین مرکز
۶۸ فلیمنگ روڈ عقب لاہور ہوٹل لاہور

ابلیس کے رستہ میں مرے گی"۔

پس وقف کرو اپنے اموال کو۔ وقف کرو اپنے نفوس کو۔ وقف کرو اپنی اولادوں کو خدا اور اس کے دین کے لئے کہ اسی میں تمہاری بقاء۔ تمہارے خاندانوں کی بقاء۔ تمہاری اولادوں کی بقاء ہے۔ یہ تمہارا فرض ہے۔ ایسا فرض جس کے متعلق قیامت کے روز تم سے سوال کیا جائے گا۔ تم سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے اپنے اُس عہد کو پورا کیا جو تم نے مسیح موعودؑ اور ان کے خلفاءؓ سے کیا تھا۔ اگر تم نے اس کو پورا کر دیا ہے تو تمہیں مبارک ہو کہ تم خدا کے ابدی انعام کے وارث بن گئے تمہیں مبارک ہو کہ تم خدا کے مسیح کی دی ہوئی اس خوشخبری کے مستحق ٹھہر گئے کہ

"پس جو کوئی میری موجودگی میں اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اُس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش ہمت سے کام لیں پھر بعد اسکے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا"

اسلام کے نازک دور

اسلام ایک نازک دَور میں سے گزر رہا ہے اور اس کو بہت بڑے بڑے خطرات لاحق ہیں۔ آپ اور صرف آپ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں خدا کی مدد سے اسلام کو بچا سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنا خون دے کر بھی یہ کھیت سینچنا پڑے تو سینچیئے کہ خدا کے مامور نے آپ کی محبت میں آپ کی خاطر سے دنیا کو اپنا خون جگر پلایا تھا۔ اگر آپ کو اپنا سب کچھ دیکر بھی اسلام کو بچانا پڑے تو بچائیے کہ خدا کے رسول نے اپنی مطاع اور اپنا سب کچھ اسی لئے قربان کر دیا تھا کہ آپ کو روحانی زندگی ملے وہ اسی لئے خدا کے حضور رویا تھا کہ آپ کو دین و دنیا میں حقیقی مسرتیں حاصل ہوں۔ آج اس پیارے کی سب سے پیاری متاع۔ اس کا دین خطرہ میں ہے۔

کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ہم اپنے محسن کے احسانوں کا کچھ تھوڑا سا شکر تو ادا کر دیں۔ کیا احسان کی جزاء احسان کے علاوہ کچھ اور بھی ہوتی ہے۔ خدارا اپنی جانوں پر رحم کیجئے کہ کہیں وہ خدا کے غضب کی مورد نہ بن جائیں۔ خدارا اپنی آئندہ نسلوں پر رحم کیجئے کہ کہیں آپ کے ہاتھ ان کو بھی ہلاکت کی طرف نہ لے جائیں۔ خدارا بنی نوع انسان پر رحم کیجئے کہ کہیں خدا اور اس کے رسول کا عناد ان کو ہمیشہ کے لئے تباہی اور ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دے۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

نفس کے دھوکے

نفس کے دھوکے میں نہ آیئے کہ انسان کا نفس اس کو طرح طرح سے دھوکا دے کر خدمتِ دین سے روکتا ہے۔ آپ کے ذہن میں مختلف خیال آ کر خدمتِ دین میں مانع ہو سکتے ہیں۔

● اگر آپ یہ سوچتے ہیں کہ آپ اس وقت تک زندگی وقف نہیں کریں گے جب تک آپ تعلیم سے فارغ نہ ہو جائیں تو یہ نفس کا دھوکا ہے۔

● اگر آپ وقف کرتے وقت شرائط کو پیش کرتے ہیں تو بھی آپ اپنے نفس کو دھوکا دیتے ہیں کیونکہ آپ اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ وقف خدا کے حضور دبک جانے کا نام ہے۔ اور شرطی وقف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

● اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اسلئے زندگی وقف نہیں کرتے کہ ہر ایک انسان کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنی زندگی اسلام کے لئے وقف کر دے تو بھی آپ اپنے نفس کو دھوکا دیتے ہیں کیونکہ آپ اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ جب کسی مکان میں آگ لگ جائے تو اہل خانہ میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں سوچتا کہ آگ بجھانے کی ذمہ داری ان میں سے صرف چند ایک پر ہے باقیوں پر نہیں۔

● اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ جیسے افراد کے زندگیاں وقف کرنے کی صورت میں۔ جماعتی چندوں ہی کو لی کمی آ جائے گی اور سلسلہ کی مالی ضروریات پوری نہیں ہوں گی تو بھی آپ اپنے نفس کو دھوکا دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ بھول جاتے ہیں کہ بندوں کے کسی فعل کے نتیجہ میں خدا کے کاموں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا کرتا۔

● اگر آپ اپنی رشتہ داریوں کے لحاظ میں اپنی زندگیاں وقف نہیں کرتے تو بھی آپ اپنے نفس کو دھوکا دیتے ہیں۔

● اگر آپ اپنی زندگی اس خوف کی وجہ سے وقف نہیں کرتے کہ آپ کی عزت اور مال کو کوئی نقصان پہنچ جائے گا تو بھی آپ اپنے نفس کو دھوکا دیتے ہیں کیونکہ آپ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ عزت و مال سب خدا ہی کی طرف سے آتا ہے۔

● اگر آپ یہ خیال کر کے اپنی زندگیوں کو وقف نہیں کرتے کہ جماعت میں ایسے لوگ ہونے چاہئیں جن کو دنیوی پوزیشنز حاصل ہوں تو بھی آپ اپنے نفس کو دھوکا دیتے ہیں کیونکہ آپ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ خدا کی [illegible]

اخلاص اور قربانیوں سے ہوتی ہے دنیوی پوزیشنز سے نہیں +

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ
سرمہ نور رجسٹرڈ
جملہ امراض چشم کیلئے
اکسیر ثابت ہو چکا ہے
ہمیشہ خریدتے وقت
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ
کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ

حضرت فضلِ عمرؓ کے آخری سفر سے متاثر ہو کر

(اختر گوبند پوری)

یہ بھی تیرا سانحہ اے گردشِ ایام ہے
موت کی وادی کا منظر حشر کا ہنگام ہے

پاک طینت راہرو اور ایک انبوہِ کثیر
سوگواروں کی جبیں اور اک غم کی لکیر

آنسوؤں کا سیل، آہیں، دمبدم اک اضطراب
یہ عناصر اور ان میں ڈوبتا اک آفتاب

سسکیاں، فریاد، رنج و غم، قلق، آہ و فغاں
کہہ رہے ہیں مل کے سب فضلِ عمر کی داستاں

داستاں بابِ عدم میں داستاں ہو کر رہ گئے
جس قدر سختی مقدر نے عطا کی سہہ گئے

ہاں مگر پیغام ان کا ہم بھلا سکتے نہیں
مکتبِ اسلام ان کا ہم بھلا سکتے نہیں

درس جو ہم کو ملے اس زندگی کے طور سے
زندۂ جاوید ہیں فضلِ عمر کے نور سے

ناشرِ انوار ہے ہر اک پیامِ زندگی
نور لیتی ہے یہیں سے صبح و شامِ زندگی

ہم بہ صدقِ دل کریں گے جانشیں کا احترام
اور بھی مضبوط ہوگا زندگانی کا نظام

چھپ گیا ہے مہر لیکن روشنی موجود ہے
زندہ رہنے کے لئے اک زندگی موجود ہے

ہم عقیدت مند ہیں اے اختر ثابت قدم
خدمتِ اسلام سے غافل کبھی ہوں گے نہ ہم

؎ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

معجون فوفل سیلان الرحم (لیکوریا) کے لئے مفید دوائی - قیمت مکمل کورس -/۵ روپے دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

جماعت اور امامت کی اہمیت

از مکرم مولوی محمد الدین صاحب ایم اے ربوہ

ہماری جماعت کیلئے کیسا خوشی اور طمانیت کا مقام ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ امام کا دامن مضبوطی سے تھام رکھا ہے۔ اور اس طرح جماعت کے مبارک نام کی صحیح مصداق ہے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست اور دور بینی کا یہ کمال ہے۔ کہ آپ نے اس معاملہ میں جماعت کی صحیح راہنمائی فرمائی اور خلافت کو مضبوط بنانے کی تلقین فرمائی

فطرت انسانی میں یہ بات داخل ہے کہ جب تک انسان کو کسی چیز یا مقصد کی اہمیت کا احساس نہ ہو۔ وہ اس کی قدر نہیں کرتا۔ خلافت اور امامت کے مسئلہ کا بھی یہی حال ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بغاوت کی تو اس وقت حضرت حنظلۃ الکاتب نے ان نقصانات کا احساس کرکے جو خلافت کے مٹنے سے امت مسلمہ کو پہنچنے والے تھے۔ مندرجہ ذیل اشعار میں اپنے درد دل کا اظہار فرمایا ؎

عَجِبْتُ لِمَا يَخُوضُ النَّاسُ فِيهِ
يَرُومُونَ الْخِلَافَةَ أَنْ تَزُولَا
وَلَوْ زَالَتْ لَزَالَ الْخَيْرُ مِنْهُمْ
وَلَاقَوْا بَعْدَهَا ذُلًّا ذَلِيلًا
وَكَانُوا كَالْيَهُودِ أَوِ النَّصَارَىٰ
سَوَاءً كُلُّهُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَا

ترجمہ۔ مجھے تعجب ہے کہ لوگ کس بات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ کیا وہ چاہتے ہیں۔ کہ خلافت مٹ جائے۔ اگر خلافت مٹ گئی تو ان سے ہر طرح کی بھلائی رخصت ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد وہ سخت ذلت کا شکار ہو جائیں گے۔ اور یہود یا نصاریٰ کی طرح ہو کر سخت گمراہی کے رستہ پر جا پڑیں گے۔

حضرت حنظلۃ الکاتب نے جو کچھ فرمایا تھا۔ وہ حرف بحرف پورا ہوا تاہم ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو خلافت اور امامت کو کوئی اہمیت نہیں دیتے یا تو ایسے لوگ سرے سے خلافت کا انکار کر دیتے ہیں یا اس کی اطاعت سے گریز اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے ان حالات میں ضروری ہے کہ خلافت و امامت کی اہمیت کو بار بار مختلف رنگوں میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ لوگ بھی اس نہایت نقصان رساں ٹھوکر سے بچ سکیں۔

خلافت اور اس کی اطاعت کا مضمون بہت وسیع ہے۔ اس مسئلہ کے مختلف پہلو ہیں جن کو اس مختصر مضمون میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے میں صرف ایک حدیث نبوی کے ذریعے اس مسئلہ کے ایک پہلو کو نہایت اختصار سے بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اسے لوگوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین

صحیح بخاری کی کتاب بدء الخلق کے باب علامات النبوۃ فی الاسلام میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں کہ اور لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے۔ لیکن میں شر کے متعلق پوچھا کرتا تھا۔ میرا یہ طریق اس ڈر کی وجہ سے تھا کہ کہیں میں کسی شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہؐ ہم اس سے پہلے جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر یعنی اسلام عطا فرمائی کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا خوف ہے؟ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے پھر عرض کیا کہ کیا اس شر کے بعد پھر خیر مقدر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں مگر اس میں دخن یعنی کچھ خرابی بھی شامل ہوگی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اس کے دخن سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (اس وقت) ایک ایسی قوم ہوگی جو کہ کوئی اور رستہ اختیار کرے گی۔ ان میں سے بعض کو تو پہچانیگا اور بعض کو نہیں پہچان سکے گا۔ میں نے پھر عرض کیا کہ کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر مقدر ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں بہت سے لوگ جہنم کے دروازوں کی طرف بلائیں گے۔ جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا۔ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان کی علامات بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا وہ ہمارے ہی گوشت پوست سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان کے مطابق ان کا طریق تکلم ہوگا۔ اس پر میں نے عرض کیا۔

فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّىٰ يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَىٰ ذَٰلِكَ

(ترجمہ) اگر ایسا وقت مجھ پر آ جائے تو پھر آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا دامن پکڑ۔ میں نے عرض کیا کہ اگر ان کی کوئی جماعت نہ ہو۔ اور نہ کوئی امام ہو تو پھر کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ ان سب فرقوں کو جو اس وقت موجود ہوں گے چھوڑ دے اور اگر تو اپنے دانتوں سے کسی درخت کی جڑ کو پکڑ لے (اور اسے نہ چھوڑے) یہاں تک کہ تجھے اسی حالت میں موت آ جائے۔ (تو یہ امر تیرے لئے بہتر ہوگا)

میں نے حدیث کے آخری الفاظ کو جن کا میرے اس مضمون سے تعلق ہے بعینہٖ تحریر کر دیا ہے۔ تاکہ کسی قسم کا اشتباہ نہ پیدا ہو سکے اور مضمون آسانی سے سمجھ میں آ جائے۔

اس حدیث میں امت مسلمہ کو چار زمانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا زمانہ وہ ہے جب کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خیر یعنی اسلام کو دنیا میں لائے۔ لوگوں نے اسے قبول کیا اور اس پر عمل پیرا ہوئے۔ یہ زمانہ خیر محض کا زمانہ تھا خاکسار کے نزدیک یہ زمانہ خلافت راشدہ کے اختتام تک ممتد ہے۔

دوسرا زمانہ وہ ہے جس میں کہ اسلامی تعلیم کی طرف توجہ کم ہونی شروع ہوگئی یہاں تک کہ آخر کار مسلمان ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے۔ خاکسار کے نزدیک یہ زمانہ زوال بغداد تک وسیع ہے۔ تیسرا زمانہ وہ ہے۔ جبکہ مسلمان اپنی حکومت کے زوال کے بعد مجبور ہو کر پھر مذہب کی طرف راغب ہوئے۔ تصوف نے اسی زمانہ میں ترقی کی۔ تصوف کی وجہ سے اگرچہ لوگوں کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف پھر گئی۔ لیکن ساتھ ہی بدعات اور خلاف اسلام رسوم نے اسلام کو صحیح حالت میں نہ رہنے دیا

چوتھا زمانہ وہ ہے اور یہی آخری زمانہ ہے۔ جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ مساجد تو بنائی جائیں گی۔ لیکن وہ ہدایت سے خالی ہوں گی اور علماء کی حالت بھی نہایت خراب ہو جائے گی۔ خاکسار کے نزدیک یہ زمانہ سلطنت مغلیہ کے خاتمہ سے شروع ہو چکا ہے۔

اس آخری زمانہ کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ کو نصیحت فرمائی۔ کہ

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ

یعنی مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا دامن مضبوطی سے پکڑ۔

حضرت حذیفہؓ تو پہلی صدی ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم امت مسلمہ کے ہر ایک فرد کے لئے ہے کہ آخری زمانہ میں اگر ایمان کو بچانا چاہتے ہو تو مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا دامن پکڑو۔ اسکے علاوہ بچاؤ کا اور کوئی طریق نہیں۔ حضور کے اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر ایک زمانہ میں خاص طور پر آخری زمانہ میں امام اور اس کی جماعت قائم رہے گی۔ اسلئے ہر ایک مسلمان کو چاہیئے۔ کہ تعصبات سے الگ ہو کر اسے تلاش کرے اور اسے شناخت کرکے اسکے ساتھ ہو لے۔

چونکہ عام لوگ تعصب، غفلت یا جہالت کی وجہ سے امام اور جماعت کے پہچاننے سے محروم رہ سکتے ہیں۔ اسلئے حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا کہ اگر جماعت اور امام موجود نہ ہوں۔ تو پھر کیا کیا جائے؟ اس کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا کہ سب فرقوں سے الگ ہو جاؤ اور کسی درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑ کر بیٹھ جاؤ اور اسی حالت

میں مرجاؤ تو یہ امر تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

یاد رہے کہ جماعت کے لئے امام اور امام کے لئے جماعت لازم و ملزوم ہیں اگر کسی گروہ کا کوئی امام نہیں تو ایسا گروہ جماعت کہلانے کا مستحق نہیں۔ بلکہ اسے فرقہ کہا جائے گا۔ رسول اللہ کے فرمان کے مطابق ایسے فرقوں کو خواہ وہ کتنے ہی پھیلے۔ خواہ وہ کتنے ہی مقبول اور بااثر ہوں چھوڑ دینا اور ان کے مقابل پر امام اور اسکی جماعت کو خواہ وہ کتنی حقیر حالت میں دکھائی دیں۔ اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی انسان ہلاکت سے نہیں بچ سکتا۔ اگر بفرضِ محال کسی کو امام اور جماعت نہ مل سکے تو ایسے انسان کا دنیا سے الگ ہوجانا اور اسی حالت میں مرجانا اس کے لئے نسبتاً زیادہ بہتری کا موجب ہوگا۔ پس اس آخری زمانہ میں ایک مسلمان کے لئے صرف دو ہی راستے ہیں۔

۱۔ یا تو امام اور اسکی جماعت کو تلاش کرکے اس کا دامن پکڑے۔ یا پھر

۲۔ دنیا سے الگ ہوجائے اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوجائے۔

جو لوگ اپنے اپنے فرقوں پر فخر کرتے ہیں۔ ان کے لئے اس میں بہت بڑا سبق ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق فرقے کوئی ایسی چیز نہیں جن پر فخر کیا جا سکے کیونکہ فرقے کسی کو روحانی ہلاکت سے نہیں بچا سکتے

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے درخت کی جڑ کو دانتوں کے ساتھ پکڑنے کا حکم کیوں دیا ہے؟ اسکی

۱۔ ایک وجہ تو یہ ہوسکتی ہے کہ آپ فرقوں سے علیحدگی اختیار کرنے پر زور دینا چاہتے تھے۔

۲۔ دوسرے اس تمثیل سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر کوئی مسلمان جماعت سے علیحدہ رہ کر زندگی بسر کرتا ہے۔ تو اسکی زندگی بیکار ہے اس سے تو وہ درخت اچھا ہے۔ جو اپنی جڑ پر قائم ہے۔ اور اس کے ذریعے پرورش پا رہا ہے۔ ایک درخت کی جڑ اس کے قیام اور اسکی پرورش کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح ایک امام بھی جماعت کے قیام اور اسکی تربیت کا ذریعہ ہے اگر درخت جڑ سے کٹ جائے۔ تو اللہ تعالٰے کی صفت ربوبیت سے محروم ہوجاتا ہے اور آہستہ آہستہ شاخیں جو شروع میں سرسبز دکھائی دیتی ہیں۔ خشک ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔ اور آخر بالکل خشک ہوکر آگ کا ایندھن بن جاتی ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یا گروہ امام اور جماعت سے الگ ہوجائے تو اللہ تعالٰے اس سے اپنا ربوبیت کا ہاتھ اٹھا لیتا ہے اور وہ ید اللہ علی الجماعۃ سے محروم ہوکر آخرکار من شذ شذ فی النار کا مصداق بن جاتا ہے۔

پس ہر ایک شخص کو تعصب سے خالی ہوکر اس حدیث پر غور کرنا چاہیئے۔ اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ جماعت میں شامل ہے۔ یا کسی فرقہ میں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جماعت اور فرقہ کے مفہوم متباین ہیں۔ اسی لئے آپ نے ان دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل پر رکھا ہے۔ تاکہ دونوں کا فرق سمجھ میں آجائے اور تاکہ جس کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے ارشاد کی عزت ہو۔ وہ صحیح راستہ اختیار کر سکے۔

ہاں ہاں وہ صحیح اور سیدھا راستہ کونسا ہے ؟ اس کا نہایت ہی سیدھا سادہ اور آسان جواب ایک ہی ہے۔ یعنی امام اور اسکی جماعت کی معیت اختیار کرنا۔ اگر کوئی شخص تعصب سے الگ ہوکر ذرا بھی اس حدیث پر غور کرے تو اسے ہدایت کا رستہ نہایت آسانی سے مل سکتا ہے۔

ہماری جماعت کے لئے کیا خوشی اور طمانیت کا مقام ہے کہ اس نے خدا تعالٰے کے مقرر کردہ امام کا دامن مضبوطی سے تھام رکھا ہے اور اس طرح جماعت کے مبارک نام کی صحیح مصداق ہے۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالٰے عنہ کی فراست اور دور بینی کا یہ کمال ہے کہ آپ نے اس زمانہ میں جماعت کی صحیح راہنمائی فرمائی اور خلافت کو مضبوط بنانے کی تلقین فرمائی۔ اور اس غرض کے حصول کے لئے ایسے قوانین مقرر فرمائے جن کی راہنمائی میں خدا تعالٰے کے فضل سے جماعت کے غلط راستہ کو اختیار کرنے کا امکان ختم ہوگیا ہے۔ اللہ تعالٰے کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں آپ پر نازل ہوں۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق خلافت کا دامن انشاء اللہ قیامت تک وسیع رہے گا۔ اسی طرح جماعت روز بروز مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جائیگی اور ہمیشہ اللہ تعالٰے کے ہر قسم کے روحانی اور جسمانی انعامات اور برکات سے فیض یاب ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ تعالٰی۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

خلافتِ ثالثہ کے قیام پر

(شیخ سلیم الدین سیف دیناپوری)

★

خوشا نصیب تجھے شانِ بے مثال ملی
خوشا نصیب تجھے آنِ لازوال ملی
خوشا نصیب تجھے جانِ باکمال ملی
خوشا نصیب تجھے سروری نصیب ہوئی

تری کمان میں ہزاروں مجاہد و غازی
ترے جیالوں کا کتنا حسین ہے ماضی
لگائیں ایک اشارہ پہ جان کی بازی
خوشا نصیب تجھے رہبری نصیب ہوئی

[redacted]

حضرت المصلح الموعودؓ کی یاد میں

ہے مکرر کلامِ ربِّ جلیل
کر گئے کوچ دہرِ فانی سے
یہ جہاں جو گذشتنی ٹھہرا
موسیٰؑ عیسیٰؑ محمدؐ اور احمدؑ
آہ رخصت ہوئے وہ ہم سے ہیں
کیا کروں میں رقم سب اسکے وصف
پاک تھا صاف اور نیک نژاد
عہد اپنے کا تھا وہ ذوالقرنین
مسجدیں ہر جگہ ہیں بنوائیں
اور تراجم ہوئے ہیں قرآں کے
علماء دیکھکر ہوئے حیراں
اس پہ فضلِ عظیم کر مولا
پرچمِ دیں کو بلند کیا
قصۂ غم کہ تھا طویل و عریض

الرحیل الرحیل ثم رحیل
مرزا محمود آہ بطلِ جلیل
ذات باقی ہے ایک ربِّ جلیل
سب نے پائی تھی کب کہ عمرِ قلیل
جن سے ملتی تھی ذاتِ حق کی دلیل
حق کا محبوب تھا حسین و جمیل
تھا نجیب و شریف اور اصیل
کھینچ دی گرد قلعہ دیں کے فصیل
ذکرِ باری کی خوب ہے یہ سبیل
عام ہو علم "تا کلامِ جلیل
تیری تفسیر و جدتِ تخییل
قبر میں تیرے اس کی ہو تنزیل
آفریں باد تجھ کو مردِ جلیل
ہم نے لکھا بحرفِ قلیل

ہاں سلام و درود ہو اس پر
شافعی جو ہے اپنا روزِ بدیل

★

(عبدالرحمٰن بیدل)

سرمہ ممیرا خاص جملہ امراضِ چشم کا بہترین علاج مثلاً گرے کمزوری نظر پانی بہنا وغیرہ وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی تولہ ۳/- روپے نصف ماشہ ۱/۶۲ اور تین ماشہ ۰۰ر ۹
دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ

لیڈر بقیہ صہ ۲

جب تک ہم پہلی تعلیموں اور پہلے انبیاء علیہم السلام پر ایمان نہ لائیں تکمیل دین کی بھی سمجھ نہیں آ سکتی۔ تکمیل تو اسی چیز کی ہوتی ہے جو پہلے موجود ہو۔

یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ پہلی تعلیمات اس لحاظ سے غیر مکمل تھیں کہ ان میں کوئی نقص تھا وہ اپنے اپنے حالات اور اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے ٹھیک تھیں مگر وہ مقامات اور اوقات کے لحاظ سے ناقص تھیں۔ قرآن کریم میں وہ تعلیمات بھی موجود ہیں اور عالمی نقطہ نظر سے جو اضافہ ضروری تھا وہ بھی اس میں موجود ہے۔ یہ حقیقت ان تعلیمات اور قرآن کریم کے موازنہ سے کھل سکتی ہے۔ اسی لئے اسلام دعویٰ کرتا ہے کہ اسلام ہی اب دین ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیگر تمام مذاہب کو چیلنج کیا ہے کہ اپنی اپنی کتب کی تعلیمات قرآن کریم کی تعلیمات کے مقابلہ میں لائیں۔ جو جو دانائی سچائیاں تم قرآن کریم میں پاؤ گے اس کا پانچواں حصہ بھی تم اپنی اپنی کتاب سے ثابت نہیں کر سکو گے۔ اگر کر سکو تو انعام حاصل کرو۔ آج تک اس چیلنج کا جواب کسی مذہب کی طرف سے نہیں آیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسری مذہبی کتابوں میں سچائیاں موجود نہیں یا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سچائیاں دوسری تمام کتب میں پائی جاتی ہیں قرآن کریم میں وہ بھی موجود ہیں اور ان سے بڑھ کر اور بھی سچائیاں موجود ہیں جو صرف ایسی کتاب میں ہو سکتی ہیں جس کا دعویٰ ہے کہ وہ ذکرٌ للعالمین ہے۔ جو تمام زمانوں اور تمام مقاموں کے لئے کافی ہے۔

اس طرح اسلام دوسرے مذاہب سے نفرت کرنا نہیں سکھاتا بلکہ ان سے ربط و ضبط کے لئے رہنمائی کرتا ہے اسلام بتاتا ہے کہ دوسری اقوام کے لئے رشی منی یا پیشوا جو دین بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ان کی کتب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر ان میں جو سچائیاں ہیں وہ قرآن کریم میں جمع کر دی گئی ہیں۔ پہلی تعلیمات اوقات اور مقامات کی وجہ سے محدود تھیں یا وہ اصل کے لحاظ سے صاف و شفاف پانی کی ندیاں تھیں جو ہر دلیس میں ہر قوم کی ضروریات کے مطابق بہتی تھیں اب قرآن کریم کی صورت میں ایک بحر ذخار پیدا کیا گیا ہے جس میں وہ تمام ندیاں آ گری ہیں۔ اس لئے وہ ندیاں اس سمندر سے الگ نہیں ہیں۔ قرآن کریم نے بنیادی وضاحت سے اس امر کو بیان کر دیا ہے۔ ہر ایک مسلمان اس کو جانتا ہے کیونکہ اس کے لئے فرض ہے کہ وہ تمام پہلی کتب اور تمام پہلے انبیاء علیہم السلام پر بھی ایمان لائے۔ اسی لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام دنیا پر اس حقیقت کو واضح کریں یہاں تک کہ دوسرے مذاہب والے بھی اس حقیقت کو پا جائیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اسی لئے ہوئی ہے کہ وہ اسلام کو تمام دنیا سے روشناس کر دے تا کہ تمام مذاہب اسلام میں اپنا اپنا چہرہ دیکھ کر اس آخری اور مکمل ہدایت سے فیض یاب ہوں جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کام کو سرانجام دینے کے لئے کھڑی ہوئی ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اس کو اسی کام کے لئے کھڑا کیا ہے آپ کے بعد آپ کے خلفاء جماعت کی رہنمائی کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمارا ایمان ہے کہ جماعت میں قیامت تک خلافت چلے گی یہ عظیم الشان کام ہے جو جماعت کے سامنے ہے اور اس کی رہنمائی کے لئے یقیناً عظیم الشان خلفاء آتے رہیں گے۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ

بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ فرماتے ہیں

اکسیر اٹھرا کی گولیوں کا معجزانہ اثر

شفاخانہ رفیق حیات ٹرنک بازار شہر سیالکوٹ کی تیار کردہ اکسیر اٹھرا کی گولیاں میں نے اپنے ایک عزیز کو استعمال کرائی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ان کا معجزانہ اثر ہوا۔ اس کی ڈلیوری کا وقت اچھا گزر گیا ہے اور صحت مند لڑکا پیدا ہوا ہے۔

الحمد للہ!

ان کے پہلے بچے پیدائش کے وقت ہی ضائع ہو جایا کرتے تھے۔

شفاخانہ رفیق حیات سیالکوٹ کے علاوہ اکسیر اٹھرا ربوہ میں دار الخیر جنرل اسٹور محمد منڈی اور افضل برادرز گول بازار ربوہ سے مل سکتی ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۴

لاہر بھی پوری ہو۔

سابق حکمران اس کی عبرت انگیز مثالیں ہیں ؎

جب بات کر کے کر دو گے ہمیں یہ ضرور
تمہیں نہیں وہ بات خدائی ہی تو ہے۔

دعا بدرگاہ رب الوریٰ

بالآخر رب الوریٰ کی درگاہ عالی میں عاجزانہ دعا ہے کہ اے ہمارے پیارے محسن آقا اور آسمانی شہنشاہ جس طرح تو نے اپنے فضل سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عہد مبارک دور مصلح موعودؓ کے ذریعہ ممتد فرما دیا اور پھر مصلح موعود کے زمانہ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صورت میں لمبا کر کے اطال اللہ بقاءہٗ کا وعدہ پورا فرما دیا اسی طرح دور حضرت مصلح موعود (رضی اللہ تعالیٰ) کے زندہ نشانات اور زندہ برکات کا دریائے فیض بھی دوبارہ جاری فرما دے تا کہ تیرے عاجز اور کمزور اور نادان بندے جو ہر لحظہ تیری رہنمائی کے محتاج ہیں تیرے الہام و کلام کی دولت و نعمت سے محروم نہ رہ جائیں جیسا کہ تیرے پاک مسیح موعودؑ نے بھی تیرے حضور التجا کی تھی کہ ؎

اک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اے میرے مولا اس طرف دریا کی دھار

اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آئے بہار

آمین یا رب العالمین۔

سرمۂ نور والوں کا

نورانی کاجل

آنکھوں کی خوبصورتی اور صفائی کیلئے بہترین تحفہ

ہمیشہ خریدتے وقت

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ

کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں

مینجر

ہر قسم کا کپڑا۔ کوئس کے ٹرنک۔ سوٹ کیس۔ ہولڈ آل۔ ہینڈ بیگ۔ سامان سیڈری سفر کی ضروریات کا سامان اور جہیز میں دینے والے تحائف وغیرہ خریدنے کیلئے ہمارے شوروم میں تشریف لائیں۔

ایم الٰہی بخش حسین بخش۔ ۱۳۱۔ انارکلی لاہور

تریاق چشم کی خاص تاثیر

میں خود بھی حیران ہوں اور نہ ہی موجد کا دعوے ہے مگر لوگ کہتے ہیں کہ آپکا نسخہ تریاق چشم ہیں لگا کر تین چار دن میں ختم کر دیتا ہے چوہدری نیر محمد صاحب گوندل، موضع ضلع تھرپارکر سندھ سے پھر ڈاکٹر اور حکیم بھی بار بار اپنے دواخانہ میں مریضان چشم کے لئے منگواتے ہیں چنانچہ ڈاکٹر مجیب اللہ خان صاحب آف ملتان تحریر فرماتے ہیں پانچ تولہ تریاق چشم بذریعہ وی پی ارسال فرمائیں پیرسید محمد حسن شاہ ٹوپی ضلع مردان تحریر فرماتے ہیں ۱۲ شیشیاں تریاق چشم بذریعہ وی پی ارسال فرمائیں اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ اس سے بڑھ کر مریضان چشم کے لئے اور کیا تحقیقی شہادت ہو سکتی ہے تریاق چشم ایک نہایت اکسیر ہے جو ککروں کو زائل کرتا ہے سرخی کو اندر ہو یا باہر کاٹ دیتا ہے۔ زخم، خارش، دھند، گیگرا، نزلہ، کمزوری، روشنی میں آنکھ نہ کھلنا اور مطالعہ سے محروم رہنا سب کے لئے بے حد مفید ہے۔ چالیس سال کے دوران میں اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب اور دیگر نامور ڈاکٹروں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ سے امتیازی سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہے۔ خدمت خلق کے پیش نظر قیمت وہی ہے جو چالیس سال پہلے مقرر کی گئی تھی۔ قیمت ۵ روپے تولہ۔ (نوٹ:۔ اب کوئی صاحب سابقہ پتہ گڑھی شاہدولہ ضلع گجرات پر آرڈر نہ بھیجیں)

المشتہر:۔ مرزا محمد شریف بیگ منیجر تریاق چشم حویلی منصف نزد سول ہسپتال چنیوٹ ضلع جھنگ

معجون کھر با زنانہ امراض کے لئے مفید نسخہ۔ قیمت مکمل کورس ۵/- روپے دواخانہ خدمتِ خلق گولبازار ربوہ

خلافتِ ثالثہ کا قیام اور اس کی اہمیت

...... از مکرم آخوند فیاض احمد صاحب ......

دُنیا میں جس قدر زیادہ کسی وجود کے فیوض و برکات کا ظہور ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اس وجود کی جُدائی کا صدمہ اس سے فیض حاصل کرنے والوں کو ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہؓ کی جو حالت تھی اس کا اندازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جذباتی کیفیت سے ہو سکتا ہے یا اس حقیقت کا اندازہ جو صحابہ رضی اللہ عنہ کی دلی کیفیت کا اظہار کر سکے۔ اُس شعر سے ہو سکتا ہے جو حسان بن ثابتؓ کے مُنہ سے بے اختیار نکلا سے

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

یعنی آپ میری آنکھ کی پُتلی تھے پس آپ کے جانے سے میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اب آپ کے بعد جو بھی مرے سو مرے مجھے تو آپ ہی کی وفات کا دھڑکا تھا۔

پس جتنا عظیم الشان وجود اس دنیا سے چلا جائے اتنا ہی خلا اس کے چلے جانے سے محسوس ہونا لازمی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ ایسے وجود کی جُدائی کا حادثہ ناگہانی طور پر پیش آ جائے تو اس کا فوری صدمہ بہت ہی گہرے نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔

ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا لیکن ابھی خدا تعالے کے فضل سے ہمارے اندر ایسے بزرگ موجود ہیں جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز اور موجودہ دَور میں نائب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جماعتِ احمدیہ کو جو صدمہ پہنچا اسکی کیفیت کو خود محسوس کیا لیکن جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جُدائی کے صدمہ کو برداشت کرنے کے قابل بنانے کے لئے اللہ تعالے نے حضورؑ کی وفات سے قبل ہی اس حادثہ کی اطلاع دے دی تھی اور حضورؑ نے اپنی کتاب "الوصیت" کے ذریعہ جماعت کو اس حادثہ اور بعد میں "قدرتِ ثانیہ" کے ظہور یعنی خلافتِ احمدیہ کے قیام کے متعلق اچھی طرح آگاہ فرما دیا تھا۔

چونکہ المصلح الموعود رضی اللہ تعالے عنہ کا وجود بھی ایک نہایت عظیم الشان وجود تھا جس کے متعلق اللہ تعالے نے اپنی وحی میں حسبِ ذیل بشارات دی تھیں:-

"نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اُس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اسلئے اپنی عمر کے ستتر سال اِن الٰہی نشانات کو ہر روز نئی شان اور چمک کے ساتھ دکھاتے رہنے کے بعد جب اس عظیم الشان وجود کا اس دنیا سے چلے جانے کا وقت مقدر آگیا تو لازماً یہ حادثہ حزب المومنین کے لئے نہایت جانکاہ اور ناقابلِ برداشت تھا لیکن اللہ تعالے نے اپنی حکمت سے اپنی اسی وحی میں جس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات کی بشارت دی تھی، اس محبوب وجود کے وصال کی خبر بھی اِن الفاظ میں دے دی تھی:-

"تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیا۔"

(ایضاً)

تاکہ مومنین خدا تعالے کی اس آخری تقدیر کو المصلح الموعودؓ کے بارہ میں راضی برضا رہ کر قبول کر سکیں۔

پس بے شک اللہ تعالے کا محبوب بندہ اور ہمارا محبوب امام المصلح الموعودؓ جو عظیم الشان الٰہی قدرتوں اور صفات کا مظہر تھا ستتر سال تک دنیا میں اپنی تمام علامات کو پوری آب و تاب کے ساتھ پورا کرنے کے بعد ناگہاں اس دنیا سے چلا گیا لیکن جیسے اس کا نزول بہت مبارک تھا، ہمارا ایمان ہے کہ اس کا اٹھایا جانا بھی بہت مبارک ہے کیونکہ اس کی جدائی کی خبر بھی اللہ تعالے نے اس کی پیدائش سے پہلے دی تھی اور خدا تعالے کا ہر فعل اپنے بندوں کی بھلائی کے لئے ہوتا ہے پس ہمارے لئے اپنے دلی جذبات کے اظہار کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی الفاظ نہیں کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وہی اشتہار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کی دُنیا میں اشاعت کے لئے چھپوایا تھا، اور جس میں اس وحی کو درج فرمایا جو المصلح الموعودؓ کے وجود سے تعلق رکھتی ہے اہالیانِ دنیا کو مندرجہ ذیل وحیٔ الٰہی سے بھی آگاہ کرتا ہے جو خدا تعالے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی:-

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا...... تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا...... خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائیگا ...... تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس وحی سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو المصلح الموعودؓ کے بعد بھی بابرکت نسل کا وعدہ دیا ہے۔ اور آپ کی آئندہ نسل کو آپ کی "دعوت کو دنیا کے کناروں تک" پہنچاتے چلے جانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

ذریتِ مسیح موعودؑ کے متعلق اوپر کی عمومی بشارت کے علاوہ، آپ کو ایک خاص پوتے کی بشارت اللہ تعالے نے ان الفاظ میں دی:-

(۱) "انا نبشرک بغلامٍ نافلۃً لک۔ ممکن ہے اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴، مؤرخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء بحوالہ "تذکرہ")

(۲) ترٰی نسلاً بعیداً۔ انا نبشرک بغلامٍ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ انا نبشرک بغلامٍ نافلۃً لک۔ (یعنی) تو اپنی ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اتریگا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔"

(حقیقۃ الوحی بحوالہ "تذکرہ")

پہلی عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الہام "نافلۃً لک" کی یہ تعبیر فرمائی ہے کہ ممکن ہے اس سے مراد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کا بیٹا ہو۔ لیکن بعد کے الہام نے اس امر کو قطعی طور پر معین کر دیا ہے کہ وہ پوتا جو "نافلۃً لک" کا مصداق ہے وہ روحانی و جسمانی طور پر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا وارث ہوگا۔ کیونکہ

اوّل:- ترٰی نسلاً بعیداً میں آئندہ بابرکت اور سرسبز رہنے والی نسل کا وعدہ دُہرایا ہے۔

دوئم:- اس وعدہ کے ساتھ ہی المصلح الموعودؓ کے بارہ میں الہامات مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء کو دہرایا ہے۔ گویا المصلح الموعودؓ سے ایک خاص نسل جاری ہوگی۔

سوئم:- المصلح الموعودؓ کے متعلق الہام کے معاً بعد نافلۃً لک پوتے کا ذکر فرمایا ہے جو ثبوت ہے اس امر کا کہ نافلۃً لک یعنی المصلح الموعودؓ کے معاً بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کو دُنیا میں پھیلانے کا ذمہ دار بننے والا تھا۔

پس اِن الہامات کی روشنی میں یہ امر لابد

طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ میں خلافت ثالثہ کا قیام بھی اللہ تعالیٰ کی ان عظیم الشان تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود اور سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کے بارہ میں بھی وحی الٰہی نے قبل از وقت بشارت دیدی تھی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے رؤیا اور الہامات سے بھی اوپر کے استدلال کی تائید ہوتی ہے جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ رؤیا مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۲ء بروز شنبہ:۔

"آج بوقت قریب دو بجے رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میری بیوی آشفتہ حال کسی طرف گئی ہوئی ہے۔ میں نے اُن کو بلایا ہے اور کہا کہ چلو تمہیں وہ درخت دکھلاؤں پس میں اُن کو باہر کی طرف لے گیا۔ جب درخت کے قریب پہنچے جہاں قریب ایک باغ بھی تھا تو میں نے اپنی بیوی سے پوچھا محمود کہاں ہے۔ اُس نے کہا بہشت میں پھر کہا کہ قبر کے بہشت میں۔

اللھم زدنی عمری و عمر ابنی و عمر زوجتی و بدّل سوء ھذہ الرؤیا بالحسنۃ وانت علی کل شیءٍ قدیر آمین۔" (تذکرہ)

اس رؤیا میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنینؓ کو ایک درخت دکھایا گیا اور علم تعبیر کی رُو سے درخت سے مُراد بیٹا ہے۔ پس یہ رؤیا بھی "نافلۃ لک" ہے۔ کہ حضرت محمود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات پر منصب خلافت پر فائز ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات و رؤیا کے بعد خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے فرزند کی بشارت عطا کی تھی جو:۔

"دین کا ناصر ہوگا"

(الہبشرات صفحہ ۱۲۱)

اور اسی بشارت کے ماتحت حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۹۰۹ء میں تولد ہوئے تھے۔ متعنا اللہ بطول حیاتہ۔

اس جگہ یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ وحی الٰہی نے المصلح الموعودؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا "حسن و احسان میں نظیر" قرار دیا گیا ہے پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبشر بیٹوں میں سے سب سے بڑا بیٹا آپ کا جانشین مقرر ہوا اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بھی مبشر بیٹوں میں سے سب سے بڑا بیٹا الٰہی تقدیر کے ماتحت آپ کا جانشین ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت و حکمت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے منصب خلافت پر فائز ہونے سے چند ہی روز قبل ہمارے ملک میں دمدار ستارہ نمودار ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ستاروں اور شہب ثاقبہ کے ظہور کی حکمت کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب خارق عادت طور پر یہ ظاہر ہوں

"تو کوئی مرد خدا دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق اللہ کے لئے آتا ہے کبھی یہ واقعات ارہاص کے طور پر اس کے وجود سے چند سال پہلے ظہور میں آجاتے ہیں اور کبھی عین ظہور کے وقت جلوہ نما ہوتے ہیں اور کبھی اس کی کسی اعلائے فتحیابی کے وقت یہ خوشی کی روشنی آسمان پر ہوتی ہے ...... جو کچھ اشارات نص قرآن کریم سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ ایک مفہوم عام ہے جس سے صاف اور صریح طور پر مستنبط ہوتا ہے کہ جب کوئی نبی یا وارث نبی زمین پر مامور ہو کر آوے یا آنے پر ہو یا اس کے ارہاصات ظاہر ہونے والے ہوں یا کوئی بڑی فتحیابی قریب الوقوع ہو تو ان تمام صورتوں میں ایسے ایسے آثار آسمان پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اس سے انکار کرنا نادانی ہے۔"

("آئینہ کمالات اسلام" حاشیہ)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لیڈیز پارچات

خریدتے وقت ہمیشہ اپنی دکان

الفردوس کلاتھ مرچنٹ

۸۵ انارکلی لاہور

کو یاد رکھیں

ہمارے ہاں نئے دیدہ زیب ڈیزائنوں میں کریپ پرنٹ۔ کاٹن پرنٹ۔ ٹشو ساٹن۔ بروکیڈ شنیل۔ کشمیری شالیں اور سٹولز کا تازہ سٹاک موجود ہے تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں۔

الفردوس کلاتھ مرچنٹ ۸۵۔ انارکلی لاہور

کی زندگی میں شہب ثاقبہ اور دمدار ستارہ کا جو نشان ظاہر ہوا اس کے متعلق حضور رض فرماتے ہیں:۔

"یہ شہب ثاقبہ کا تماشہ جو ۲۸۔ نومبر ۱۸۸۵ء کو وسیع طور پر ہوا۔۔۔۔ لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بے فائدہ تھا لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشہ اور پھر اس سے حظ اور لذت اٹھانے والا میں ہی تھا۔ میری آنکھیں بہت دیر تک اس تماشہ کے دیکھنے کی طرف لگی رہیں اور وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا جس کو میں صرف الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا کیونکہ میرے دل میں الہاماً ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے۔

پھر اس کے بعد یورپ کے لوگوں کو وہ ستارہ دکھائی دیا جو حضرت مسیح کے ظہور کے وقت میں نکلا تھا۔ میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ ستارہ بھی تیری صداقت کے لئے ایک دوسرا نشان ہے"۔
(آئینہ کمالاتِ اسلام حاشیہ)

حضور اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

"بالخصوص جس حالت میں ہمیشہ ربانی مصلح دنیا میں آتے رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے ارادوں کی حرکت شروع رہتی ہے اور کوئی صدی ایسی نہیں آتی جو دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں ان امور میں سے کسی امر کا ظہور نہ ہو تو اس بات کے ماننے کے لئے ذرہ بھی استبعاد باقی نہیں رہتا کہ کثرتِ شہب وغیرہ روحانی طور پر ضرور خدا تعالیٰ کے اس روحانی انتظام کے تجدد اور حدوث پر دلالت کرتے ہیں جو الٰہی دین کی تقویت کیلئے ابتداء سے چلا آتا ہے"۔ (ایضاً)

خلاصہ کے طور پر حضور شہب اور خاص ستاروں کے ظہور کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ ایک قسم کا انتشارِ نورانیت ملائک کے ہاتھ سے اور ان کے نور کی آمیزش سے ہے۔۔۔ ۔۔۔ اور اگر اس انتشارِ نورانیت کی کثرت ہو تو بوجہ نور کے مقناطیسی جذب کے مظاہر کاملہ نورانیت کے انسانوں میں سے پیدا ہوتے ہیں"۔ (ایضاً)

غرض شہبِ ثاقبہ اور دمدار ستاروں کے آسمانی نشان ایک "جذب کا نشان" ہوتے ہیں جن کا نور اور مقناطیسی جذب دنیا میں ایسے مردانِ خدا کے ظہور کا موجب بنتا ہے جو الٰہی نورانیت کے خاص مظہر ہوتے ہیں۔

کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" کے اس حصہ کے آخر میں جہاں سے اوپر کے حوالے لے کر درج کئے گئے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاشیہ در حاشیہ کے اندر مندرجہ ذیل درد دل سے نکلی ہوئی اپنی دعا تحریر فرمائی ہے جو یقیناً آئندہ کے لئے پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے:۔

"اے قادر خدا! اے اپنے بندوں کے رہنما جیسا تو نے اس زمانہ کو صنائع جدیدہ کے ظہور و بروز کا زمانہ ٹھیرایا ہے ایسا ہی قرآن کریم کے حقائق معارف ان پر قفل توڑ کر ظاہر کر اور اب اس زمانہ کو اپنی طرف اور اپنی کتاب کی طرف اور اپنی توحید کی طرف کھینچ لے۔ کفر اور شرک بہت بڑھ گیا اور اسلام کم ہو گیا۔ اب اے کریم! مشرق اور مغرب میں توحید کی ایک ہوا چلا اور آسمان پر جذب کا ایک نشان ظاہر کر۔ اے رحیم! تیرے رحم کے ہم سخت محتاج ہیں۔ اے ہادی! تیری ہدایتوں کی ہمیں شدید حاجت ہے۔ مبارک وہ دن جس میں تیرے انوار ظاہر ہوں۔ کیا نیک ہے وہ گھڑی جس میں تیری فتح کا نقارہ بجے۔ توکلنا علیک

ولا حول ولا قوۃ الا بک
وانت العلی العظیم"۔

مذکورہ بالا دعا اور پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دیگر تحریرات اور حالیہ واقعات جن کا اوپر ذکر ہوا ہے، ان کا آپس میں جو تعلق اور تطابق ہے اسکو مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

(ا)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ آسمان پر ایک خاص "جذب کے نشان" کے ظہور کی دعا اور پیشگوئی فرمائی ہے۔

(ب)۔ حضور نے اپنی تحریرات میں شہبِ ثاقبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار۔ کیل۔ پڑتل۔ چیل کافی تعداد میں موجود ہے
ضرورت منداحباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرماویں۔

گلوب ٹمبر کارپوریشن ★ سٹار ٹمبر سٹور ★ لائلپور ٹمبر سٹور

۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون ۶۲۶۱۸ — ۹۰۔ فیروز پور روڈ لاہور — راجباہ روڈ لائلپور۔ فون ۳۸۰۸

اور دمدار ستاروں وغیرہ کے خارق عادت ظہور کو خاص آسمانی نشان قرار دے کر فرمایا ہے کہ اُن میں "بوجہ نور کے تقاضا جیسی جذب کے مظاہر کامل نورانیت کے انسانوں میں سے پیدا ہوتے ہیں۔" حضورؑ کی اُوپر کی دعاءِ خاص میں بھی "جذب" کے نشان کے ذریعہ انوارِ الٰہی کے دنیا میں ظہور کی تمنا ہے۔ فرمایا:

"مبارک وہ دن جس میں
تیرے انوار ظاہر ہوں۔"

ج:۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رؤیا تصویری زبان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ دکھاتا ہے کہ:۔

• "محمود ایک تیز روشنی والا لیمپ
لے کر سڑک پر کھڑا ہے اور
سڑک پر اس کی تیز روشنی
پڑ رہی ہے۔" ("تذکرہ")

تیز روشنی والے لیمپ سے مراد یقیناً حضرت محمود رضی اللہ عنہ کا ایسا فرزند ہے جو خاص رنگ و انوار کا مظہر ہوگا۔

د:۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی وفات سے چند روز پہلے یعنی ۳ر نومبر ۱۹۶۵ء کو لاہور کے اخبارات میں دُمدار ستارے کے ظہور کی خبر شائع ہوئی۔ یہ دمدار ستارہ تمام دنیا میں دیکھا گیا اور دُنیا بھر کے اخباروں اور رسالوں میں اس پر مضامین شائع ہوئے اور اسے عالم طبعی کا ایک حیرانگیز اور عظیم الشان واقعہ قرار دیا گیا ہے ترقی یافتہ ممالک راکٹوں اور خلائی جہازوں کے ذریعہ اس دُمدار ستارہ پر زیادہ سے زیادہ تحقیقات میں مصروف ہیں۔ (ملاحظہ ہو امریکن رسالہ "نیوز ویک" مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۶۵ء)

ھ:۔ ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی
اور آپ کی وفات کے بعد
آپ کے فرزند اکبر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔

پس تمام پیشگوئیوں، دعاؤں، الہامات و رؤیا و کشوف کے بعد سماء الدنیا پر نمودار ہونے والے حالیہ دُمدار ستارے کا نشان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نافلۃً لک پوتے کا خلیفۃ المسیح الثالث بننا، یہ سب امور ہمارے ازلی اور ابدی خدا تعالیٰ کی اٹل تقدیر کا حصہ ہیں۔ خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وھو علی کل شئی قدیر۔

جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب میں شمولیت پر ہم احباب جماعت کی خدمت میں
ھدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں

دُنیا بھر کے بہترین ملبوسات کے لئے

میسرز مُلتان کلاتھ ہاؤس (رجسٹرڈ)

چوک بازار مُلتان شہر کو یاد رکھیں

ٹیلیفون ۲۵۱۰ رہائش ۲۵۱۰/۲

مالکان چوہدری عبدالرحمن عبدالرحیم احمد

ہر قسم کے سامان بجلی مثلاً پنکھے، موٹریں، پمپ الیکٹرک کیبلز، سامان وائرنگ کے لئے

ملتان ڈویژن کی واحد بڑی دکان

پاور الیکٹرک کمپنی

فون نمبر ۲۷۳۸

(ڈسٹری بیوٹرز فلپس لیمپس اینڈ الائیڈ آئیٹمز برائے ملتان و بہاولپور ڈویژن)

بیرون حرم گیٹ مُلتان شہر سے رجوع فرماویں

پروپرائیٹر۔ چوہدری عبداللطیف قادیانی

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ کہتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے جاؤ (المصلح الموعود)

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اپنے کرمفرماؤں کے لئے گوجرانوالہ کے علاوہ لاہور اور لائلپور کے لئے اعلیٰ۔ عمدہ اور نئی بسیں چلا رہی ہے۔ احباب با اخلاق عملہ کی خدمات اور اعلیٰ سروس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی کمپنی کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ ٹائم ٹیبل حسب ذیل ہے:-

از سرگودہا برائے لاہور	از لاہور برائے سرگودہا	از سرگودہا برائے گوجرانوالہ	از گوجرانوالہ برائے سرگودہا
۱۔ ۱۵ — ۴ بجے صبح	۱۔ ۳۰ — ۷ بجے صبح	۱۔ ۰۰ — ۴ بجے صبح	۱۔ ۳۰ — ۸ بجے صبح
۲۔ ۴۵ — ۵ ″ ″	۲۔ ۱۵ — ۱۱ قبل دوپہر	۲۔ ۳۰ — ۸ ″ ″	۲۔ ۳۰ — ۱ بعد دوپہر
۳۔ ۴۵ — ۶ ″ ″	۳۔ ۳۰ — ۱۲ بعد دوپہر	۳۔ ۳۰ — ۱ بعد دوپہر	۳۔ ۰۰ — ۶ شام
۴۔ ۴۵ — ۲ بعد دوپہر	۴۔ ۴۵ — ۱ ″	۴۔ —	۴۔ —

از لاہور برائے لائل پور	از لائل پور برائے لاہور
۱۔ ۳۰ — ۷ بجے صبح	۱۔ ۰۰ — ۹ بجے صبح
۲۔ ۳۰ — ۱ بعد دوپہر	۲۔ ۰۰ — ۳ شام

دستخط

چوہدری محمد نواز مینجنگ ڈائریکٹر

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

سرزمین قادیان کا اولین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی جملہ طبی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے
زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے

قدیمی — اوّلین — شہرۂ آفاق
حب اٹھرا رجسٹرڈ
مکمل کورس پونے چودہ روپے

دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
قیمت فی شیشی ۳ روپے

زد جام عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۶۰ گولی ۴ روپے

حب مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا
قیمت خوراک ایک ماہ
۳ روپے

زرینہ اولاد گولیاں
سو فیصدی مجرب دوا
قیمت فی کورس
۹ روپے

ہمارا اصول

- صاف ستھرے اجزاء
- دیانتدارانہ دواسازی
- عمدہ پیکنگ
- غریبانہ قیمت
- مخلصانہ مشورہ

اور
اسی اصول کے تحت سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں

حب مسان
سوکھے کی مجرب دوا
فی شیشی دو روپے

تریاق خاص
نوجوانوں کی صحت کا نگہبان
۳ روپے

شہزرین
خرابی جگر کمزوری جسم اور
اٹھرا کی دوا
قیمت ۳۲ خوراک ۶ روپے

معین الصحت
تلی۔ تبض۔ خرابی جگر اور
یرقان کا علاج
قیمت ۱۶ دن کی خوراک ۴ روپے

تسہیل ولادت
پیدائش کی گھڑیوں کو آسان کرنیکی دوا
قیمت ۳ روپے

مقوی دانت منجن
دانتوں کی عمر اور صحت بڑھانے کیلئے
قیمت فی شیشی ۵۰ پیسے

مقوی دماغ گولیاں
ذہنی کام کرنے والوں کی بہترین معاون
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

حکیم نظام جان اینڈ سنز چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

ایام جلسہ سالانہ میں ملنے کا پتہ:۔ نزد افضل برادرز نگولا ربوہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ہم خدائے ذوالمنن کے شکرگزار ہیں کہ اسنے اپنے فضل سے آپکی اپنی کمپنی

طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

کو بزرگوں کی دعاؤں اور آپ کے تعاون کے طفیل اتنی ترقی دی ہے کہ وہ اب مندرجہ ذیل روٹوں پر

چل رہی ہے:۔

- لاہور۔ ربوہ۔ سرگودہا۔ جوہر آباد۔ قائد آباد۔ دریا خان
- لائل پور۔ ربوہ۔ سرگودہا۔ جوہر آباد۔ قائد آباد۔ میانوالی
- سرگودہا۔ ربوہ۔ چنیوٹ۔ پنڈی بھٹیاں۔ حافظ آباد۔ گوجرانوالہ
- لاہور۔ اوکاڑہ۔ منٹگمری۔ عارف والہ۔ قبولہ۔ بہاول نگر
- لائل پور۔ جھنگ۔ اٹھارہ ہزاری۔ گڑھ مہاراجہ۔ لیہ
- لائل پور۔ شیخوپورہ۔ لاہور۔ سرگودہا۔ بھلوال۔ بھیرہ
- سرگودہا۔ بھلوال۔ چک رامداس
- سرگودہا۔ مارٹن لک۔ جھاوریاں
- جھنگ۔ کوٹ شاکر۔ بھکر

ہیڈ آفس	۲۶۔ دی مال۔ لاہور فون: ۲۷۰۰/۶۵۵۷۰
لاہور سٹینڈ	جنرل بس سٹینڈ۔ بادامی باغ فون: ۶۴۳۳۷
لائل پور	جنرل بس سٹینڈ فون: ۴۷۰۹
سرگودہا	جنرل بس سٹینڈ نزد جی ٹی ایس فون: ۴۴۳۵
ربوہ	شاہراہ مبارک فون: ۶۷
جوہر آباد	جنرل بس سٹینڈ فون: ۵۸

نیز گوجرانوالہ۔ بہاولنگر۔ لیہ۔ دریا خان میانوالی۔ بھلوال۔ بھیرہ۔ خوشاب میں ہمارے سب آفس موجود ہیں۔

(بیوپاری حضرات کے لئے بلٹیوں کا سسٹم موجود ہے اس سے استفادہ فرمائیں)

ہم امید کرتے ہیں کہ احباب آئندہ بھی حسب سابق اپنی کمپنی کیساتھ تعاون فرماتے رہیں گے اور اس کی مزید ترقی کے لئے دعا کرتے رہیں گے تاکہ ہم آپ کی بہتر خدمت سرانجام دے سکیں۔

ہمارا نصب العین

پابندیٔ وقت ۔ آپ کی خدمت و حفاظت

خاکسار: **میر منیر احمد مینجنگ ڈائریکٹر کمپنی ہذا**

مِنہُم مَّن قَضٰی نَحبَہ

میجر منیر احمد شہید

واہگہ کے محاذ پر جامِ شہادت نوش کیا

حضرت حاجی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ آف تہال

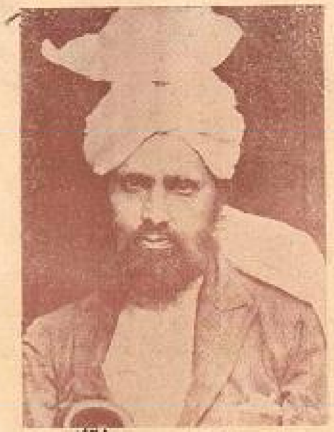

تاریخ وفات ۱۷ جون ۱۹۶۵ء

میجر قاضی بشیر احمد شہید

جوڑیاں کے محاذ پر جامِ شہادت نوش کیا

مکرم لطیف احمد صاحب طاہر مرحوم

۲۰ مئی ۱۹۶۵ء کو قاہرہ کے ہوائی حادثہ میں فوت ہوئے

سکواڈرن لیڈر خلیفہ منیر الدین احمد شہید

حالیہ جنگ میں جامِ شہادت نوش کیا

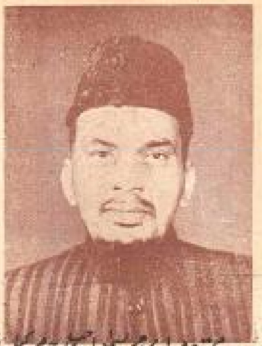

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم وکیل یادگیر

تاریخ وفات ۱۹ مئی ۱۹۶۵ء

رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ

کے

نئے ماڈل کے چولھے

- بہ لحاظ اپنی خوبصورتی مضبوطی، تیل کی بچت اور افراطِ حرارت دنیا بھر میں بے مثال ہیں -

اپنے شہر کے ہر ڈیلر سے طلب فرماویں

افروڈور!

جرمنی کی ایک نادر دوائی

- ذہنی پریشانی ۔ کام کرنے کو جی نہ چاہنا ۔ ذہنی کھچاؤ ۔ چڑچڑاپن
- جلد غصہ آجانا ۔ ذہنی انتشار ۔ جلد تھک جانا ۔ بے حد کمزوری ۔ مردانہ بانجھ پن

کے لئے

جرمنی کی بنی افروڈور گولیاں بے حد مفید ہیں استعمال کے ایک ہفتہ بعد آپ اپنے اندر ایک غیر معمولی طاقت اور تندرستی کا احساس پائیں گے۔ ۵۰ گولیوں کی قیمت علاوہ محصول ڈاک پندرہ روپے

شفا میڈیکو

سوداگران انگریزی ادویات چوک میوہسپتال لاہور۔ فون نمبر ۶۲۶۹۳ / ۳۲۱۱

موٹاپا اور ڈاڈالین

موٹاپے کی وجوہات:-

کثرت خوراک ۔ مرغن غذائیں ۔ مٹھائی کا زیادہ استعمال ۔ آرام طلبی ۔ ورزش نہ کرنا

نتائج:-

جسم بدنما اور بھدا ہوجاتا ہے۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ انسان بے حد سست ہوجاتا ہے Blood Pressure زیادہ ہوجاتا ہے دل کے مختلف اور مہلک عوارض لگ جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں جگر بہت بُری طرح متاثر ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسی سینکڑوں بیماریوں کی جڑھ سے جلد چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اکثر اوقات غلط قسم کی ادویات کھانے سے جن سے عام طور پر بھوک اور نیند کا جسمانی نظام بہت بُری طرح متاثر ہوتا ہے انسان بجائے فائدہ حاصل کرنے کے مزید کئی قسم کی مہلک امراض خرید لیتا ہے

ڈاڈالین

جرمنی کی نہایت مقبول اور بے ضرر گولیاں جو ہر موسم میں مرد اور عورت یکساں طور پر استعمال کرسکتے ہیں بہت جلد آپ کو اس بیماری سے نجات دے سکتی ہیں۔

۷۵ گولیوں کی خوبصورت شیشی کی قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲ روپے۔

تیار کردہ:- ایم ۔ ویلم ۔ اشٹوگے مغربی جرمنی

ایجنٹس برائے پاکستان:- شفا میڈیکو چوک میوہسپتال لاہور

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا انتخاب

(اور)

بشاراتِ ربانیہ

محترم جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس

الحمد للہ کہ خلیفہ ثالث کا انتخاب عین منشائے خداوندی کے مطابق ہوا جس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بعض دوسری عظیم الشان روحانی شخصیتوں کے لئے خدا تعالیٰ کے کلام میں پہلے سے پیشگوئیاں موجود ہوتی ہیں جو ان کی تعیین میں مشعلِ راہ کا کام دیتی ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق بھی بہت سی آسمانی بشارات موجود ہیں۔

۷-۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی رات خدا کا وہ محبوب بندہ محمود جس کا مکرم اور وہ مصلح موعود جس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب تھا۔ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اپنے محبوب ازلی خدا کے حضور اٹھایا گیا۔ وکان امرًا مقضیا۔ آپ کی وفات بھی ٹھیک اس رؤیا کے مطابق ہوئی جو حضور نے ۲۳ اپریل ۱۹۴۴ء کو دیکھی تھی۔ جس میں صراحتاً یہ ذکر تھا۔ کہ آپ اس دارِ فانی میں دعویٰ مصلح موعود کے بعد اکیس سال (یعنی ۱۹۶۵ء) تک اور قیام پذیر رہیں گے

(الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۴۴ء)

آپ کی وفات الہامی ارشاد "موت حسن موتٌ حسنٌ فی وقتٍ حسنٍ" کے مطابق کامیاب زندگی اور بامراد انجام کی موت تھی۔ حضور نے فرمایا تھا:

"اس الہام میں مجھے حسن رضی اللہ عنہ کا بروز کہا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کے ساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام بہتر ہوگا اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک"

(تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم حصہ چہارم تفسیر سورۃ الفلق ص ۱۰۵)

اور آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوئی جبکہ پاکستان میں بوجہ جنگ فرقہ وارانہ اختلافات اور جھگڑے دب گئے تھے اور قوم سیاسی اور مذہبی میدان میں متحد ہوگئی تھی۔ پھر وفات کے وقت جنگ عارضی طور پر رک بھی چکی تھی۔ اور اس فتح پر جو اللہ تعالیٰ نے پاکستانیوں کو اپنے دشمن پر دی تھی تمام پاکستانی شاداں و فرحاں تھے اور ملک میں سلسلہ آمد و رفت بھی کھل چکے تھے ایسے وقت میں جو درحقیقت اچھا وقت تھا حضور نے وفات پائی اور نمائندگان مجلس انتخاب خلیفہ کو مرکز پہنچنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی اور نہایت خیر سگالی سے انتخاب خلیفہ کا کام سرانجام پایا۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا تصرف تھا کہ اللہ نے محض اپنے تصرف سے جماعت احمدیہ کو پھر ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور ایک زلزلہ کے بعد جماعت احمدیہ نے قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثالث سے سکینت پائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر انتخاب خلافت کے لئے جماعت کی نمائندہ ایک مجلس مرتب فرمائی تھی جو صدر انجمن احمدیہ کے ناظر صاحبان تحریک جدید کے وکلاء، بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا شرف حاصل کرنے والے مبلغین، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ۱۹۰۱ء سے پہلے کے صحابہ کرام کے بڑے فرزند اور امراء جماعت وغیرہم پر مشتمل تھی۔ نمائندگان کی بھاری اکثریت یعنی ۲۰۵ افراد ۲۴ گھنٹے کے اندر انتخاب کے لئے پہنچ گئے تھے۔

جن کی بڑی اکثریت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو مسیح موعودؑ کا خلیفہ ثالث منتخب کیا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

اس انتخاب میں نہ کوئی فرد منصبِ خلافت کا امیدوار ہوتا ہے اور نہ ہی کسی شخص کے حق میں رائے ہموار کی جاتی ہے۔ تمام ممبران سے عہد لیا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے پوری دیانتداری سے رائے دیں گے ان ممبران کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ان پر اعتماد کر کے ساری جماعت کی طرف سے ان پر خلیفہ کے انتخاب کی نازک ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ جسے انہیں انتہائی تقویٰ اور دیانتداری سے نبھانا ہوگا انہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ الٰہی ارشاد أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا کے مطابق وہ اپنے ووٹ کے استعمال کے لئے خدا تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہوں گے چنانچہ ان تمام امور کی موجودگی میں ایک الٰہی تصرف کارفرما ہوتا ہے، جو مومنوں کو ایک فرد کی طرف لاتا ہے۔ چنانچہ خلیفہ ثالث کے انتخاب کے موقعہ پر ایسا ہی نظارہ دیکھنے میں آیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ کوئی غیبی طاقت تمام قلوب پر متصرف ہے۔ اور خدا کے فرشتے دلوں پر سکینت نازل کر رہے ہیں۔

الحمد للہ کہ خلیفہ ثالث کا انتخاب عین منشاء خداوندی کے مطابق ہوا جس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بعض دوسری عظیم الشان روحانی شخصیتوں کے لئے خدا تعالیٰ کے کلام میں پہلے سے پیشگوئیاں موجود ہوتی ہیں جو اس کی تعیین میں انسانوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتی ہیں۔ اس پر مستزاد وہ سینکڑوں رؤیا اور کشوف ہوتے ہیں جو ان مقدس وجودوں کے روحانی مرتبہ پر فائز ہونے سے قبل ہی دکھائے جاتے ہیں

آسمانی بشارات

ہم پہلے یہاں سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق وہ چند آسمانی بشارات درج کرتے ہیں جو حضور کی مصدق ہیں۔ اور جن کی صداقت پر جناب کے خلیفہ ہونے سے مہر ثبت ہو گئی ہے۔

یہود کی احادیث کی مشہور کتاب طالمود میں لکھا ہے۔

یہ بھی ایک روایت ہے۔ کہ مسیح کے وفات پانے کے بعد اس کی بادشاہت یعنی آسمانی بادشاہت اس کے فرزند اور پھر اس کے پوتے کو ملے گی۔

اس روایت کی تائید میں یسعیاہ ۴۲ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

(طالمود مرتبہ جوزف بارکلے باب پنجم ص ۳۷ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء)

یہ پیشگوئی مسیح ناصری کے وجود میں تو پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ نہ ان کا کوئی فرزند تھا نہ پوتا۔ بائبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی مسیح موعودؑ اور اس کے بشیر فرزند اور پوتے کے متعلق ہے۔ جس کے متعلق زیادہ صراحت خود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں ہی ہے۔

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مسیح موعودؑ کے متعلق یتزوج ویولد له کے الفاظ میں بشارت دی ہے۔ کہ مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ایک شادی کریگا

اور ان کے ہاں خاص اہمیت کی حامل اولاد ہوگی اور ایک ایسا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ عطا کرے گا۔ جو حسن و احسان میں اپنے باپ مسیح موعودؑ کا نظیر ہوگا۔ وہاں حضورؑ نے یہ بھی خبر دی ہے کہ ابنائے فارس میں سے ایک فرد نہیں بلکہ کئی افراد دین کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوں گے۔ اور ان کے کارنامے اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور ایمان کو ثریا کی بلندیوں سے واپس لانے کے مترادف ہونے کی وجہ سے خاص اہمیت کے حامل ہوں گے۔

(بخاری کتاب التفسیر)

اور ان کا وجود سورہ جمعہ کی آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کے مقدس گروہ کی امانت سنبھالے گا۔

اس حدیث میں رجلٌ اور رجالٌ کے الفاظ ہیں۔ کہ ثریا سے ایمان کو واپس لانے والا ایک شخص ہوگا۔ یا کئی اشخاص اس خاندان کے کئی افراد چونکہ ایک ہی روحانی سلسلہ کے خادم ہوں گے۔ اور ایک ہی شخص کی ذریت ہوں گے اس لئے گویا وہ ایک شخص کے حکم میں ہیں۔

(بخاری کتاب التفسیر
زیر تفسیر سورۃ الجمعہ)

(۳)

جس طرح طالمود میں مسیح موعود کے متعلق اس کے بیٹے اور پوتے کی پیشگوئی موجود ہے۔ کہ وہ آسمانی بادشاہت میں اس کے خلیفہ ہوں گے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں آپ کے فرزند مصلح موعود اور پوتے کے متعلق بھی بشارات موجود ہیں۔

چنانچہ تذکرہ صفحہ ۷۴۲ بحوالہ حقیقۃ الوحی یہ الہامات ہیں:۔

انا نبشرك بغلام مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء۔ انا نبشرك بغلام نافلة لك۔

یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا کا نزول ہوگا۔ اور ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرا پوتا ہوگا"

اسی طرح حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"بیالیسواں نشان یہ ہے۔ کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں یہ پیشگوئی لکھی ہے۔ وبشرنی بخامس فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا ہے۔ جو چار کے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا۔ اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارے میں ایک اور الہام بھی ہوا۔ کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا اور وہ یہ ہے۔ انا نبشرك بغلام نافلة لك۔ نافلة من عندی
یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا۔ یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۸۔۲۱۹)

اور یہ موعود نافلہ درحقیقت پسر موعود کا ہی فرزند تھا۔ اور اسی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پانچواں بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ اور اس پانچویں فرزند کے متعلق حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

"خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ ساتھ ہی خدا نے یہ الہام کیا۔ انا نبشرك بغلام حليم ينزل منزل المبارك یعنی ایک حلیم لڑکے کی تجھے خوشخبری دیتے ہیں۔ جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور شبیہ ہوگا۔ پس خدا نے نہ چاہا۔ کہ دشمن خوش ہو۔ اس لئے اس نے وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا"

(اشتہار تبصرہ ۵ر نومبر ۱۹۰۷ء)

اور انا نبشرك بغلام حليم کا الہام ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو ہوا تھا۔ جس روز صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات ہوئی تھی۔

پھر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا۔

"آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے"

(تذکرہ صفحہ ۷۴۳)

اور ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا۔

"انا نبشرك بغلام اسمه يحيى۔ الم تر كيف فعل ربك باصحاب الفيل۔"

(تذکرہ صفحہ ۷۳۰)

یعنی ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات جو الہام انی اسقط من الله واصيبه کے مطابق ہوئی تھی جس میں یہ خبر دی گئی تھی۔ کہ وہ جلد فوت ہو جائے گا۔ آپ کے متعلق یہ الہام بھی ہوا تھا کہ کفیٰ ھذا۔

(تذکرہ صفحہ ۷۴۲)

جس کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یہ کیا ہے۔

"کہ یہ نسل یا اولاد کافی ہے اور اب اس کے بعد کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوگی"

(صادقوں کی روشنی صفحہ ۶۲)

لیکن صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات کے بعد ایک اور لڑکے کی پیدائش کے متعلق مذکورہ بالا الہامات میں جو بشارات دی گئی تھیں۔ اس سے مراد موعود نافلہ ہی تھا۔ جیسا کہ اوپر بحوالہ حقیقۃ الوحی ذکر آ چکا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس پانچویں فرزند سے مراد پوتا ہی لیا تھا اور عملاً بھی حضور کے ہاں الہام کفیٰ ھذا کے مطابق مرزا مبارک احمد مرحوم کے بعد کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوئی۔

گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ بالا الہامات کا مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے پہلے بیٹے مرزا نصیر احمد مرحوم کو قرار دیا۔ لیکن وہ کم عمری میں فوت ہو گئے اس لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مذکورہ بالا الہام کے مصداق نہیں تھے کیونکہ ان الہامات میں اس موعود کا ایک نام یحییٰ ہے جس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود یہ فرماتے ہیں:۔

"اس کا مطلب یہ ہے زندہ رہنے والا"

(تذکرہ صفحہ ۷۳۹)

یہ عجیب بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ موعود پوتا آپ کے پسر موعود مصلح موعود سے یہ مشابہت رکھتا ہے۔ کہ جیسے لمبی عمر پانے والا مصلح موعود کی پیشگوئی کے بعد پہلے بشیر اول ارہاص کے طور پر پیدا ہوئے جنہیں پسر موعود والی پیشگوئی کا مصداق سمجھا گیا۔ لیکن وہ جلد وفات پا گئے اور ان کی وفات کے بعد پسر موعود کی پیشگوئی کا اصل مصداق بشیر ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے بالکل اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبشر یہ لمبی عمر پانے والا موعود پوتے کی پیشگوئی کے بعد ۱۹۰۶ء میں بشیر ثانی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاں نصیر احمد مرحوم پیدا ہوا۔ جسے مبشر یہ موعود نافلہ کا مصداق سمجھا گیا۔ لیکن وہ بھی بشیر اول کی طرح ہی چھوٹی عمر میں وفات پا گئے۔ اور اس کے بعد لمبی عمر پانے والے موعود پوتے اور دوسرے لفظوں میں پانچویں فرزند کا حقیقی مصداق پیدا ہوا۔ یعنی صاحبزادہ مرزا ناصر احمد پس واقعات اور قرائن اور خلافت ثالثہ کے انتخاب اور افراد جماعت کی کثیر تعداد کی رؤیائے صالحہ نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ ابن خامس اور موعود نافلہ سے مراد مرزا نصیر احمد کی بجائے مرزا ناصر احمد تھے۔ جن کی ولادت باسعادت ۱۵ر نومبر ۱۹۰۹ء کو ہوئی۔ اور اب وہ ۶۷ سال کی عمر میں ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات مذکورہ کے مصداق کی جو ہم نے تعیین کی ہے اس کی تصدیق اس آسمانی بشارت سے بھی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے پہلے دی تھی۔ چنانچہ آپ اپنے ایک مکتوب میں جو حضور نے اپنے موعود فرزند کی پیدائش سے دو ماہ قبل یعنی ۲۹ ستمبر ۱۹۰۹ء کو تحریر فرمایا تھا۔ اس میں آپ لکھتے ہیں:۔

"مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر
دی ہے۔ کہ میں تجھے ایک ایسا
لڑکا دوں گا۔ جو دین کا ناصر
ہوگا۔ اور اسلام کی خدمت
پر کمربستہ ہوگا۔"

(الفضل ۸ اپریل ۱۹۱۵ء)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ایک ایمان افروز مکتوب

اس موعود پوتے کو اللہ تعالیٰ نے الہام انا نبشرك بغلام اسمه يحيى میں اس بناء پر کہ وہ عمر پانے والا ہوگا۔ یحییٰ کا نام دیا ہے۔ جیسا کہ اس کے والد ماجد کے متعلق فرمایا تھا۔ کہ وہ لمبی عمر پانے والا ہوگا۔ اور اس نام کے رکھنے میں بعض اور حکمتیں بھی ہو سکتی ہیں جو اپنے وقت پر ظاہر ہوں گی۔ واللہ اعلم۔

الہام الٰہی میں مبشر یہ پوتے کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پانچواں بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ اور پوتے کے لئے بیٹے کا لفظ عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کے دن فرمایا:۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

کہ میں نبی ہوں۔ اور یہ جھوٹ نہیں۔ اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

سب جانتے ہیں۔ کہ آنحضورؐ عبد المطلب کے پوتے تھے۔ پس پوتے کے لئے بیٹے کا لفظ بکثرت ہر زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے۔ کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا

دوائی فضل الٰہی اولاد نرینہ کیلئے مفید و مجرب نسخہ قیمت مکمل کورس ۱۶/ روپے دواخانہ خدمت خلق گولبازار ربوہ

نے اپنے تمام پوتوں میں سے صرف حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہی اپنے بیٹوں کی طرح پالا اور ان کی تربیت فرمائی۔ آپ اسی الہامی نام سے ہی آپ کو پکارا کرتے تھے

چنانچہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے میرے استفسار پر جو جواب دیا وہ درج ذیل ہے مجھے یقین ہے کہ جواب قارئین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا۔ آپ تحریر فرماتی ہیں:۔

برادرم مکرم سلمک اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"آپ کا خط ملا۔۔۔۔۔

یہ درست ہے کہ حضرت اماں جان رضی ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یہی کہا کرتی اور فرماتی تھیں۔ کہ یہ میرا مبارک ہے بچہ ہے جو مجھے بدلہ میں مبارک کے ملا ہے۔

مبارک احمد کی وفات کے بعد کے الہامات بھی شاہد ہیں ایک بار میرے سامنے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جان سے بڑے زور سے اور بہت یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ "تم کو مبارک کا بدلہ بہت جلد ملیگا۔ بیٹے کی صورت میں یا نافلہ کی صورت میں"

مجھے مبارک احمد کی وفات کے تین روز بعد ہی خواب آیا کہ مبارک احمد تیز تیز قدموں سے چلا آرہا ہے۔ اور دونوں ہاتھوں پر ایک بچہ اٹھائے ہوئے ہے اس نے آکر میری گود میں وہ بچہ ڈال دیا جو بڑا کا ہے۔ اور کہا ہے کہ "لو آپا یہ میرا بدلہ ہے"

(یہ فقرہ وہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا) میں نے جب یہ خواب صبح حضرت اقدس کو سنایا۔ تو آپ بہت خوش ہوئے مجھے یاد ہے آپ کا چہرہ مبارک مسرت سے چمک رہا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ "بہت مبارک خواب ہے" آپ کی بشارتوں اور آپ کے کہنے کی وجہ تھی۔ کہ ناصر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کو اماں جان رض نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ اماں جان رض کے ہی ہاتھوں میں ان کی پرورش ہوئی شادی بیاہ بھی انہوں نے کیا۔ کوٹھی بھی بنا کر دی۔ (النصرت) تمام پاس رہنے والے جو زندہ ہونگے اب بھی شاہد ہونگے کہ حضرت اماں جان رض ناصر کو مبارک سمجھ کر اپنا بیٹا کہا کرتی تھیں۔ اور کہا کرتی تھیں" یہ تو میرا مبارک ہے" عائشہ والدہ نذیر احمد جس کو حضرت اماں جان رض نے پرورش کیا اور آخر تک ان کی خدمت میں رہیں۔ یہی ذکر اکثر کیا کرتی ہے۔ کہ اماں جان تو میاں ناصر احمد کو ہمیشہ مبارک ہی کہا کرتی تھیں کہ یہ تو میرا مبارک مجھے ملا ہے۔۔۔۔۔ کئی سال ہوئے ہیں بہت بیمار ہوئی تو میں نے ایک کاپی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض باتیں جو جو یاد تھیں لکھی تھیں۔ ان میں بھی یہ روایت اور اپنا خواب میں نے لکھا تھا۔ وہ کاپی میرے پاس رکھی ہوئی ہے

والسلام

مبارکہ

الہام انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ کے ساتھ ہی الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل کے الفاظ بھی الہام ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس میں موعود نافلہ کے زمانہ خلافت کے قرب میں اس جنگ کی طرف اشارہ ہو۔ جو ہندوستان و پاکستان کے درمیان ۶ ستمبر کو شروع ہوا ۱۹۶۵ء کو سترہ دن بعد عارضی طور پر رک گئی ہے اور اس میں جس میں اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو نمایاں فتح عطا فرمائی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس الہام میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہو کہ جو گروہ یا اقوام اور حکومتیں اصحاب الفیل کی طرح اس موعود نافلہ اور اس کی جماعت کی مخالفت کریں گی۔ اور اسے ناکام بنانے کے لئے منصوبے سوچیں گی اور تدبیریں اختیار کریں گی۔ اللہ تعالیٰ ان مخالف طاقتوں کو اصحاب فیل کی طرح ناکام و نامراد کرے گا۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر بر جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء میں بطور بشارت فرمایا تھا:۔

"پس میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں۔ کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہوگا۔ تو اگر دنیا کی کل حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی" ان اللہ علی کل شیء قدیر۔

نظر و دھوپ کی عینکوں کی

مشہور دکان

ممتاز آپٹیکل سروس

ڈاکٹر ممتاز احمد دندان و عینک ساز

کچہری بازار لائلپور

خلافت ثالثہ میں محمود ثانی قدرتوں کا ظہور مقدر ہے

بقیہ

اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ "میاں ناصر میرے چوتھے بیٹے ہیں"۔ اس بارے میں اور بھی روایات ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ خاکسار نے سنہ ۱۹۳۰ء میں تفہیمات ربانیہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے شبیہ مبارک احمد ہونے کا ذکر کیا ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھ کر اشاعت کی اجازت فرمائی تھی۔

شبیہ مبارک احمد کو حلیم قرار دیا گیا ہے ابھی آج ہی جماعت ماریشس کے پریذیڈنٹ مسٹر عبد الستار سرکیہ سے ملاقات ہوئی وہ قادیان سے ہو کر آئے ہیں انہوں نے بتایا کہ قادیان میں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خطبہ میں ذکر کیا کہ ایک پرانے احمدی نے انہیں لکھا ہے کہ میں ایک دفعہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ باہر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد کھیل رہے تھے۔ حضور نے ان کے متعلق فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح حیادار ہے"۔

ہمیں ذاتی طور پر بھی تجربہ ہے کہ نظریاتی اختلاف کے اوقات میں بھی آپ کی طبیعت میں حلم بردباری کا بہت غلبہ ہے۔ اور آپ ہی الہام انا نبشرک بغلام حلیم کے مصداق ہیں۔

آپ کا جماعت احمدیہ کی خلافت کے لئے منتخب ہونا خود ان پیشگوئیوں کی صداقت کا اظہار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں تحریر فرمائی ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام و احمدیت کے مزید غلبہ کے ایام ہیں۔ اسلام کے لئے عظیم قربانیوں کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ عہد خلافت ثالثہ میں بڑھ چڑھ کر دینی خدمات بجا لائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ آمین

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یادگار

تفسیر القرآن انگریزی

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یادگار تفسیر القرآن انگریزی کی پہلی جلد جو کئی سال سے نایاب تھی دوبارہ شائع ہو گئی ہے اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مندرجہ ذیل جلدیں مل سکتی ہیں۔ دوست انہیں حاصل کر کے قرآنی معارف سے فائدہ اٹھائیں۔

(۱) تفسیر القرآن انگریزی جلد اول مکمل قیمت ۳۲ روپے (۲) تفسیر القرآن انگریزی جلد اول حصہ دوم ۰/۲۵ (۳) تفسیر القرآن انگریزی جلد دوم (۴) تفسیر القرآن جلد سوم آخری۔ انگریزی اور اردو میں دیگر اسلامی کتب بھی ہم سے مل سکتی ہیں

المشتہر: اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ ربوہ

خلافتِ ثالثہ میں خاص خدائی قدرتوں کا ظہور مقدر ہے

اشتہار تبصرہ کی پیشگوئی پر ایک نظر

محترم جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

> "اگر اس زمانہ کے بعض لوگ لمبی عمر پائیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ آج جو خدا کی طرف سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے وہ کس شان اور قوت اور طاقت سے ظہور میں آئے گی۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔" (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(۱)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں بیسیوں اشتہارات شائع فرمائے مگر یہ امتیاز صرف ایک اشتہار بعنوان تبصرہ کو حاصل ہے کہ اس کے شروع میں حضور علیہ السلام نے جلی قلم سے شائع فرمایا کہ:۔

"ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیشگوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ کر مشتہر کریں اور یادداشت کے لئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظرگاہ میں چسپاں کریں"

پس اس اشتہار "تبصرہ" مطبوعہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کی اہمیت اور اس میں بیان شدہ پیشگوئی کی امتیازی شان کو نمایاں کرنے کے لئے حضور علیہ السلام نے مندرجہ بالا الفاظ میں تاکید فرمائی۔

(۲)

اشتہار تبصرہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد مرحوم کی وفات واقعہ ۱۶ ستمبر پر اعتراضات کی تردید میں شائع ہوا تھا حضور خود تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"مجھے اس تحریر کے لئے اس بات نے مجبور کیا ہے کہ میں مامور ہوں کہ امر معروف اور نہی عن المنکر کروں اور سننے والوں کی تسلی قائم کروں جس سے ان کا ایمان قوی ہو اور معرفت زیادہ ہو اور صراطِ مستقیم پر قائم ہو جاویں۔ واضح ہو کہ میں نے اس ہفتہ کے اخبار عام میں اس کے پہلے کالم میں ہی پڑھا ہے کہ بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے میرے فرزند مبارک احمد کی وفات پر بڑی خوشی ظاہر کی ہے۔ ...اور بعض اخباروں میں بھی بُرے رنگ سے اس واقعہ کو ظاہر کرکے یہ رنگ اس پر چڑھایا ہے کہ گویا ان میں سے کسی کا مباہلہ میں فتحیاب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے ... ہم اس جگہ زیادہ لکھنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ جھوٹ کی سزا دینے کے لئے خدا تعالیٰ کافی ہے۔ واضح ہو کہ میں نے کسی سے ایسا مباہلہ نہیں کیا۔ جس سے کسی دوسرے فریق کی اولاد کو اس طرح پر معیار صدق و کذب بنایا جاوے۔ کہ اگر اس فریق کا لڑکا مر گیا۔ تو وہ شخص جھوٹا ٹھہرے گا۔ بلکہ میں ہمیشہ یہی چاہتا ہوں۔ کہ وہی شخص نابود ہو جس کا گناہ ہے۔ جس نے خدا پر افترا کیا ہے۔ یا صادق کو کاذب ٹھہراتا ہے۔ ہاں اگر کسی کی اولاد مباہلہ کے وقت حاضر ہو کر خود مباہلہ سے حصہ لے اور افترا کے حامی یا تکذیب کے حامی ہو جاویں جیسا کہ قرآن شریف سے سمجھا جاتا ہے۔ تب وہ کاذب ہونے کی حالت میں عذاب میں بھی شریک ہوں گے۔ جیسا کہ وہ مقابلہ میں شریک ہو گئے۔ ورنہ بموجب حکم آیت لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ خدا ایک گنہ کے لئے دوسرے کو ہلاک نہیں کرتا۔"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید صراحت کے طور پر تحریر فرمایا کہ:۔

"میں نے خدا سے الہام پا کر صریح طور پر پیشگوئی میں شائع کیا تھا کہ قبل از بلوغت وفات پانے والا مبارک احمد ہے اور صاف اور کھلے لفظوں میں لکھا تھا کہ مبارک احمد نابالغ ہونے کی حالت میں ہی فوت ہو جائے گا۔ ... ظاہر ہے کہ یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان تھا جو خدا تعالیٰ نے کھلے کھلے طور پر خبر دے دی کہ مبارک احمد بلوغ کی عمر تک نہ پہنچے گا۔ اور خوردسالی میں ہی فوت ہو جائے گا۔ اب کوئی ایماندار سوچے کہ کیا یہ کسی اعتراض کی جگہ تھی بلکہ یہ موت تو پہلے ہی سے مقرر ہو چکی تھی اور اخباروں میں شائع ہو چکی تھی اس لئے یہ ایک بڑا بھاری نشان تھا۔ کیونکہ ایسے عمیق غیب پر انسان کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ مگر تعصب کا کوئی علاج نہیں۔ تعصب سے انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت اس پر یہ شعر صادق آتا ہے

چشم بداندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر"

(۳)

اس جواب کے ساتھ ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پُرشوکت الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ

"خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔ انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں۔ جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا۔ اور اس کا قائمقام اور اس کا شبیہ ہوگا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔ اس لئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے اور ایک الہام میں مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ انی اریحک ولا اجیحک واخرج منک قوماً یعنی میں تجھے راحت دوں گا۔ اور میں تیرا قطع نسل نہیں کروں گا اور ایک بھاری قوم تیری نسل سے پیدا کروں گا اور یہ خدا کا کلام ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ اگر اس زمانہ کے بعض لوگ لمبی عمر پائیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ آج جو خدا کی طرف سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے وہ کس شان اور قوت اور طاقت سے ظہور میں آئے گی۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔"

(اشتہار تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء)

(۴)

جس عظیم الشان خوشخبری کی اشاعت کے لئے اشتہار تبصرہ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہوتی ہے وہ سلسلہ احمدیہ کی ترقی و غلبہ کی پیشگوئی ہے۔ معاند دشمنوں کی ناکامی و نامرادی کی پیشگوئی ہے اور وہ شبیہ مبارک احمد کی ولادت کی پیشگوئی ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے افراد کو تاکید فرمائی کہ وہ اس اشتہار کو خاص طور پر محفوظ رکھیں اور اپنے اہل و عیال کو اس سے باخبر کرتے رہیں۔ مندرجہ بالا اقتباس کے آخری الفاظ خاص توجہ کے قابل ہیں جن میں حضور نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ کے جو لوگ لمبی عمریں پائیں گے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ خدا کا یہ وعدہ کس شان اور کس قوت اور کس طاقت سے پورا ہوتا ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ شبیہ مبارک احمد ایدہ اللہ بنصرہ کے زمانہ میں اسلام کی عظیم ترقی مقدر ہے اسلام کے لئے غلبہ کا زمانہ آنے والا ہے اور سلسلہ احمدیہ کے زمین پر پھیلنے کی مقدر ساعت ظہور پذیر ہونے والی ہے اور خدا کی عظیم قدرتوں کے وقوع پذیر ہونے کا مقررہ وقت ہے۔

جو شخص بھی تدبر اور بصیرت سے کام لے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر غور کرے گا اسے اس بارے میں کسی قسم کا خلجان نہیں رہ سکتا کہ شبیہ مبارک احمد کا مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتوں میں سے ایک پوتا ہے کیونکہ صاحبزادہ مبارک احمد مرحوم کی ولادت کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام "وکفیٰ ھذا" کے ذریعہ بتا دیا گیا تھا کہ اب آپ کے گھر میں اور کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوگا اور آپ کو بار بار نافلہ یعنی پوتے کی بشارت دی گئی ہے اور آپ نے خود اپنے الہام انا نبشرک بغلام نافلۃ لک نافلۃ من عندی کو اپنے پوتے پر چسپاں کیا ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۹)

اور اب تو واقعات نے بتا دیا ہے کہ شبیہ مبارک احمد سے مراد حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی ہیں الہام الٰہی نے جو علامات اس موعود فرزند کی بتلائی ہیں وہ سب آپ کے وجود باجود میں متحقق ہو رہی ہیں۔ ظاہری شکل کے لحاظ سے بھی آپ کو مرحوم صاحبزادہ مبارک احمد سے بہت مشابہت حاصل ہے اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے بھی آپ ان کے مظہر ہیں۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے آپ کی خاص تربیت فرمائی ہے روایات سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا آپ کو شبیہ مبارک احمد سمجھتی تھیں اور آپ کو اپنا زندہ چوتھا بیٹا قرار دیتی تھیں۔ سیٹھ محمد اعظم صاحب آف حیدرآباد نے مجھے لکھ کر دیا ہے کہ حضرت خان ذوالفقار علی خاں صاحب نے ان سے ذکر کیا کہ ایک دفعہ ام المومنین رضی

(باقی دیکھیں ص ۔۔)